جلد ۲ | ۲۸ امان ۱۳۳۲ ش ۱۲ رجب ۱۳۷۲ھ مطابق ۲۸ مارچ ۱۹۵۳ء | نمبر (۱۲)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانیٔ سلسلۂ عالیہ احمدیہ

میرا عقیدہ

"میں علی الناس پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے اللہ جل شانہٗ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں ہوں۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

میرا عقیدہ ہے اور وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے۔ میں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں اور جس قدر قرآن کریم کے حروف ہیں اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں۔

کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کے برخلاف نہیں اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے خود اس کی غلط فہمی ہے اور جو شخص اب بھی کافر سمجھتا ہے اور تکفیر سے باز نہیں آتا وہ یقیناً یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اُس کو پوچھا جائیگا۔

میں اللہ جل شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا خدا اور رسول پر وہ یقین ہے کہ اگر اس زمانہ کے تمام ایمانوں کو ترازو کے ایک پلہ میں رکھا جائے۔ اور میرا ایمان دوسرے پلے میں تو بفضلہ تعالیٰ یہی پلہ بھاری ہوگا۔" (کرامات الصادقین ص۲۵)

۲- ختم نبوت کا راز

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا راز ہمارے مخالفوں نے ہرگز نہیں سمجھا۔ جس طرح پر وہ ختم نبوت مانتے ہیں اس طرح وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ ابتر قرار دیتے ہیں۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔ ابوتِ جسمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے اس میں نفی کی ہے۔ اگر روحانی ابوت کا بھی سلسلہ جاری نہ ہُوا تو کیا آپ آنحضرت کو ابتر مانو گے۔ ایسا ماننا تو کفر ہے اصل بات یہ ہے کہ اب ابوتِ روحانی کا سلسلہ جاری ہے جیسا کہ لفظ 'لٰکِنْ' ظاہر کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آئندہ جو نبوت یا رسالت ہوگی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مُہر سے ہوگی۔ اب کوئی شخص الہام اور وحی اور روحانی فیوض سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع سے استفادہ نہ کرے۔ آئندہ نبوت کا فیض آپ کے ذریعہ اور مہر سے ملے گا۔

(الحکم ۲۴ نومبر ۱۹۰۷ء)

۳- یہ سب کچھ بہ برکت پیروی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو ملا ہے

"میں دیکھتا ہوں کہ اسلام کے ماننے سے نور کے چشمے میرے اندر بہ رہے ہیں اور محض محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے وہ اعلیٰ مرتبہ مکالمہ الٰہیہ اور اجابت دعاؤں کا مجھے حاصل ہوا ہے کہ جو بجز سچے نبی کے پیرو کے اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکے گا ....

میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ سب کچھ بہ برکت پیروی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو ملا ہے۔ اور جو کچھ ملا ہے اُس کی نظیر دوسرے مذاہب میں نہیں۔" (آئینہ کمالات اسلام ص۲۷۵)

بھائی عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واطلع شموس طالعہ کی صحت کے متعلق ربوہ سے تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

احباب اپنے مقدس آقا کی صحت خیر و عافیت اور مقاصد عالیہ میں فائز المرام ہونے کے لئے دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں۔

پیغام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

کا ایک پیغام

مورخہ ۵۳-۳-۵ کو جو پیغام حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جماعتوں کو بھجوایا گیا ہے۔ وہ ذیل میں شائع کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ھُوَالنّاصِر — خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

برادران! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

میری طبیعت ابھی خراب ہے۔ مگر کھانسی کو کل آرام رہا ضعف زیادہ رہا۔ درس القرآن بعد از عصر حسب قاعدہ دیا گیا۔ جماعتوں کی طرف جو اطلاعات ملی ہیں ان سے معلوم ہوا کہ لاہور، سیالکوٹ، لائل پور کے شہروں اور سیالکوٹ کے بعض دیہات میں شورش زیادہ رہی ملتان میں بھی افواہیں پھیلیں لیکن خیریت رہی۔ اکثر جگہ افسران کا انتظام اچھا رہا بعض جگہ انہوں نے بزدلی دکھائی کراچی میں امن رہا۔ سندھ میں افسران نے جلد جلد دورے کر کے معاملات کو سنبھالے رکھا۔ صوبہ سرحد کے افسران و حکام نے خوب مستعدی سے فتنہ کا مقابلہ کیا۔ بلوچستان میں اصلی بلوچیوں نے پُرامن طریق اختیار کیا۔ صرف وہاں کے پنجابی عنصر ہی میں تحفظ ختم نبوت کے نام پر سیاسی اغراض کے حصول کا جوش پایا جاتا ہے۔ بنگال بالکل پُرامن ہے۔ اخبارات اور سیاسی پارٹیاں حتیٰ کہ بااثر علماء تک اچھا نمونہ دکھا رہے ہیں۔ فالحمد للہ۔ و جزاہم اللہ۔ اخبار "فاروق" [illegible] کیا ہوگا۔ بہر زمانہ اب سب نکوس ہیں۔ آپ لوگ صبر سے کام میں۔ دعاؤں میں لگے رہیں۔ فتنوں کی گلیوں سے بچیں ایک دوسرے کی خبر لیتے رہیں۔ مرکز سے تعلق بڑھانے چاہئیں افسروں سے تعاون کریں اور خدائے تعالیٰ پر پورا توکل کریں۔ کہ وہ جو آخر تک صبر سے [illegible] دائمی جنت کا وارث ہوگا۔ اور خدائے تعالیٰ کا قرب حاصل کریگا۔ خوش [illegible] ہو تم کہ جنت تمہارے قریب کھلی ہے۔ اور خدائے تعالیٰ کے فضل کے دروازے تمہارے لئے کھولے گئے ہیں۔ خدا کے فرشتے تمہاری [illegible] اس کی نصرت بارش کی طرح برس رہی ہے جن کی آنکھیں ہیں وہ دیکھتا ہے جو اندھا ہے اسے تو کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ تم اپنی آنکھیں کھولو اور خدائے تعالیٰ کے فضلوں کو دیکھو تم سے پہلے لوگ تم سے بہت زیادہ مصیبتوں کا شکار ہوئے۔ مگر انہوں نے اُف تک نہ کی اور ہمت سے آگے بڑھ گئے یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ کی گود میں انہوں نے جگہ پائی۔ تمہارے لئے بھی وہی برکتیں ہیں۔ صرف آگے بڑھنے اور اُٹھانے کی ضرورت ہے۔ خدائے تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو۔ میں نے آج رات ایک خواب دیکھا جو اسی بارہ میں معلوم ہوتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ خلیفہ اول رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں اور ماں کے سامنے خان کے لڑکے میاں عبد السلام بیٹھے ہیں یہی موجودہ عمر اور اسی طرح کی داڑھی ہے مگر زیادہ نرانی ہوئی بجائے حضرت خلیفہ اول کی طرف منہ کر کے بیٹھنے کے پہلو بدل کر بیٹھے ہیں اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ ان پر خفا ہو رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ایسی بیہودہ غلطیاں شائع کر کے دماغ پریشان کر دیا ہے میں نے بیٹھ کر دیکھا تو عزیزم عبد السلام کی پیٹھ کے پیچھے دو کاغذ پڑے ہیں میں نے ایک کو اُٹھا کر دیکھا تو اس پر کئی شعر لکھے ہیں۔ ایک مصرعہ ہے "آہستہ آہستہ آخر یہ کرسچین گھر پر آیا (یا پہنچا)" میں اسے پڑھ کر ہنس پڑا اور میں نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے کہا۔ کہ یہ میاں عبد السلام کی تقریر تو نہیں یہ تو ایک مومن جی کے شعر سنا کر خوش کر رہے تھے۔ پھر میں نے کہا کہ مومن جی (اصلی نام خدا بخش پٹیالہ کے رہنے والے بوجہ سادہ طبیعت کے لوگ مومن جی کہتے ہیں۔ مگر جاگتی دنیا میں انہوں نے شاید کبھی شعر نہیں کہا یا میں نے نہیں سنا) کچھ ایسے پڑھے تو میں نہیں۔ جوش جب آتے ہیں تو شعر کہنے لگ جاتے ہیں۔ جن کا نہ وزن ہوتا ہے نہ مضمون۔ یہ لڑکے ان کے شعروں پر مذاق اُڑاتے ہیں۔ اسی وجہ سے میاں عبد السلام نے آپکو وہ شعر سنائے تھے۔ یہ بات سن کر خلیفہ اول رضی اللہ عنہ بھی ہنسنے لگ گئے اور سمجھ گئے کہ میاں عبد السلام کا یہ فعل ان کے خوش کرنے کے لئے تھا پھر پوچھنے لگے، آخر اس مصرعہ کا مطلب کیا ہوا؟ میں نے کہا کہ انہوں نے کہیں سنا ہوگا کہ مسیح کو کرائسٹ کہتے ہیں اور مسیحیوں کو کرسچین کہتے سنا اور کرائسٹ بھول گئے۔ خیال کیا کہ شاید کرسچین کرائسٹ کو کہتے ہیں۔ وزن کی تو خیر انہیں ضرورت ہی نہیں ذرا شعر کو انگریزی سے آراستہ کرنے کیلئے حضرت مسیح موعود کو کرائسٹ کہنا چاہا مگر چونکہ کرائسٹ نہیں آتا تھا کرسچین لکھ دیا اور مطلب یہ ہوا کہ مسیح آہستہ آہستہ اپنے مقام پر پہنچ گیا۔ اس پر آپ اور ہنسے۔ اس کے بعد یکدم حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ غائب ہو گئے اور ان کی جگہ حضرت ام المومنین آگئیں اور آپ نے کہا۔ میاں تم نے یہ کیا لکھا ہے؟ کہ "تم سپاہی تو نہیں ہو مگر ہم تم کو سپاہیوں کی جگہ کھڑا کریں گے" میں نے کہا کہ یہ مومن جی نسبت ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک دن میں گھوڑے پر سوار تھا کہ گھوڑے نے یکدم منہ زوری اختیار کی۔ قریب تھا کہ مجھے لیکر بھاگ جاتا اتنے میں آگے بڑھ کر مومن جی نے اس کی باگ منہ کے پاس سے پکڑ لی اس پر گھوڑا اور بدکا اس نے زور سے چھلانگ لگائی مگر مومن جی ساتھ ہی اچھلے اور باگ نہ چھوڑی۔ گھوڑی نے اپنی اگلی ٹانگیں اُٹھا کر ان کو کچلنا چاہا۔ اس پر میں نے زور سے کہا چھوڑ دو گھوڑے کو چھوڑ دو ورنہ مر جاؤ گے۔ لیکن انہوں نے مضبوطی سے گھوڑے کو پکڑے رکھا چھوڑا نہیں۔ آخر تھوڑی دیر شرارت کر کے گھوڑا ٹھیک ہو گیا تب میں نے کہا کہ "مومن جی! تم سپاہی تو نہیں مگر ہم تم کو سپاہی کی جگہ کھڑا کریں گے۔" پھر میری آنکھ کھل گئی۔ اس رویا میں مومن جی کے لفظ سے خاص شخص مراد نہیں۔ بلکہ سادہ لوح مومن مراد ہے جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وحیہ کلبی کی صورت میں جبریل کو دیکھا تھا اسی طرح جماعت مومنین مومن جی کی صورت میں دکھائی گئی ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ مومن ایک طرف تو اتنا سادہ لوح ہوتا ہے۔ کہ جوش ایمانی میں یہ بھی نہیں دیکھتا کہ اس کے شعر میں وزن ہے یا نہیں اپنے دل کے جوش کے اظہار کے لئے بے پرواہ ہو کر نکل کھڑا ہوتا ہے۔ لوگ اس پر ہنستے ہیں مگر اس کی سنجیدگی میں فرق نہیں آتا۔ وہ خدا کی باتیں پہنچاتا ہے۔ دوسری طرف نرم اور سادہ اور کمزور ہونے کے باوجود اسلام اور اس کے نظام کی قیمت اس کے دل میں اتنی ہوتی ہے کہ وہ اپنی جان کے خوف سے بے پرواہ ہو کر خدمت دین میں لگ جاتا ہے اور مصائب سے ڈرتا نہیں مشکلات سے گھبراتا نہیں حتیٰ کہ اپنے لوگ بھی سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ اب وہ مارا جائے گا کچلا جائیگا۔ لیکن خدا تعالیٰ اس کے اخلاص کو ضائع نہیں ہونے دیتا۔ فرشتے اس کی مدد کرتے ہیں اور آفتوں سے اسے بچا لیتے ہیں۔ اور خود دوسری کی روح کو توڑنے میں وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ تب آسمانی گروہ کو کہنا پڑتا ہے کہ تم سپاہی تو نہیں ہو مگر تم سپاہیوں کی جگہ میں کھڑا کریں گے۔۔۔ والسلام خاکسار — مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ

یہ چٹھیاں جن جن کے پاس پہنچے وہ آگے دوسروں تک پہنچا دے اور پہنچاتا چلا جائے۔ تاکہ جماعت کی گھبراہٹ دور ہو اور وہ حالات سے واقف رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ اطلاع ملی ہے کہ سیالکوٹ میں دو احمدی شہید کر دیئے گئے ہیں۔

زین العابدین۔ ناظر دعوت و تبلیغ ۵۳-۳-۵

احمدیوں کا بلند کیریکٹر

از جناب سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون ایڈیٹر اخبار "ریاست" دہلی۔ منقول از ریاست مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۵۳ء

"جو لوگ احمدیوں کے مذہبی کیریکٹر اور ان کے بلند شعار سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ اگر دنیا کے تمام احمدی ہلاک ہو جائیں۔ ان کی تمام جائیداد لوٹ لی جائے صرف ایک احمدی زندہ بچ جائے اور اس احمدی سے یہ کہا جائے کہ اگر تم بھی اپنا مذہبی شعار تبدیل نہ کرو گے تو تمہارا بھی یہ حشر ہوگا۔ تو یقیناً دنیا میں زندہ رہنے والا یہ واحد احمدی بھی اپنے شعار کو نہیں چھوڑ سکتا۔ یہ مرنا اور تباہ ہونا قبول کرے گا۔"

"یہ غیر ممکن ہے کہ ایک احمدی بھی اپنے مذہبی شعار سے دستبردار ہو۔ کیونکہ ان لوگوں کا مذہبی کیریکٹر بہت ہی بلند ہے۔ یہ اپنے خیالات کو چھوڑنے کے مقابل پر موت کو قبول کر سکتے ہیں مگر اپنے عقائد سے دستبردار نہیں ہو سکتے۔"

اکتیس ۳۱ مارچ

چندہ سو فیصدی ادا کرنے والوں کی فہرست ۳۱ مارچ تک بغرض دعا سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھجوائی جاری ہے۔ جملہ احباب اپنا وعدہ ۳۱ مارچ ادا کر کے

سابقون الاولون

میں شامل ہونے کی پوری پوری کوشش فرمادیں اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)

ہفت روزہ بدر قادیان ـــــــ مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۵۲ء

اخبار پرتاپ جالندھر دہلی کے اعتراضات پر ایک نظر

(۲)

گذشتہ پرچے میں اس سلسلہ میں بعض اعتراضات کے جواب دیئے جا چکے ہیں۔ اب بقیہ اعتراضات کے جواب پیش کئے جاتے ہیں۔ اخبار پرتاپ کے مذکورہ مضمون کے دوسرے حصہ میں لکھا ہے کہ:۔

"انگریز کے عہد میں اس فرقہ نے ایرانی حسن بن صباح کی طرح قادیان کو قلعۂ الموت بنایا۔ . . . . یہاں کے ہندوؤں اور سکھوں اور غریب مسلمانوں پر سوشل بائیکاٹ کا دباؤ ڈال کر مطیع کیا۔ اور کسی نے ذرا بھی سرکشی کی تو محمد امین بخارائی کی طرح موت کے گھاٹ اتار دیا گیا یا اس کا مکان وغیرہ جلا کر مال و اسباب لوٹ لیا جاتا . . . . . اس (انگریز) کا انصاف احمدیوں کے مقابل میں آ کر لنگڑا ہو جاتا تھا۔ جس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ بقول اس فرقہ کے یہ جماعت اس کی اپنی خود کاشتہ تھی۔ اس لئے وہ ہر طرح سے اس کی آبیاری کرنا ضروری سمجھتا تھا۔"

افسوس ہے کہ مندرجہ بالا سطور لکھ کر مضمون نگار نے خواہ مخواہ احمدیوں کی دلآزاری کی ہے اور ایک پُرامن اور روادار جماعت کے خلاف جھوٹی اور خلاف واقعہ باتیں لکھ کر بلاوجہ اس کے خلاف پبلک میں اشتعال پیدا کیا ہے۔

جہاں تک احمدیہ جماعت کی پُرامن تعلیم اور اس کے ماننے والوں کے اعلےٰ اخلاق۔ رواداری اور پابند قانون رویہ کا تعلق ہے۔ اس کا علم ان سب ہندو و سکھ اور غیر احمدی مسلمان حضرات کو بخوبی ہے جو احمدیہ جماعت کو جانتے ہیں۔ کسی فرد یا جماعت کی امن پسندی رواداری اور شرافت کا اندازہ اس زمانہ میں . . . . . . کہاز کم پنجاب کے دونوں حصوں میں ۱۹۴۷ء کے خونی حالات سے لگ سکتا ہے۔ وہاں اس وقت میں جبکہ بڑے بڑے دیا پرش اور امن وصلح کے دیوتا بھی قتل و غارت اور لوٹ کھسوٹ کی رو میں بہ گئے۔ اور مذہب اور خدا و پرماتما کے نام پر وہ وہ شرمناک اور بھیانک کام کئے گئے جن کو سن کر ایک دفعہ تو شیطان تک بھی الامان اور الحفیظ کہہ اٹھا ہے۔

۱۹۴۷ء کے اس خونی دور میں اگر کوئی جماعت مجموعی حیثیت سے پنجاب میں پُرامن اور شرافت پسند رہی ہے۔ تو وہ احمدیہ جماعت ہے اور اس کا اقرار اور تصدیق وہ سینکڑوں ہزاروں ہندو اور سکھ حضرات جن کا واسطہ مغربی یا مشرقی پنجاب میں احمدیوں سے پڑا کرتا ہے کرتے ہیں بلکہ ملک کے مشہور اور موقر غیر مسلم اخبارات میں اس ضمن میں متعدد مضامین بھی شائع کئے جا چکے ہیں۔ نمونہ کے طور پر بعض حوالہ جات ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

جناب ڈاکٹر شنکر داس صاحب مہرہ بی۔ ایس۔ سی۔ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس دہلی اخبار اسٹیٹسمین مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۴۹ء میں تحریر کرتے ہیں:۔

"قادیان کے مقدس شہر میں ایک ہندوستانی پیغمبر پیدا ہوا جس نے اپنے گرد و پیش کو نیکی اور بلند اخلاق سے بھر دیا۔ یہ اچھی صفات اس کے لاکھوں ماننے والوں کی زندگی میں منعکس ہیں۔ احمدیہ جماعت کا نقطۂ نظر تعمیری اور اس کا رویہ پابند قانون ہے۔ یہی ایک واحد جماعت ہے جو عدالتی ریکارڈ کی رو سے جرم سے پاک ثابت ہوتی ہے۔ گذشتہ فرقہ وارانہ فسادات میں بھی احمدیوں نے اپنے ہاتھ (قتل و غارت اور لوٹ کھسوٹ سے) صاف رکھے۔"

(۲) مسٹر برہم دت اخبار فرنٹیر میل ڈیرہ دون مورخہ ۲ دسمبر ۱۹۴۸ء میں لکھتے ہیں:۔

"احمدیہ جماعت مسلمانوں میں ایک ترقی پسند جماعت ہے۔ جملہ مذاہب کے ساتھ رواداری اس کی بنیادی تعلیم میں شامل ہے۔"

مسٹر جسونت سنگھ جرنلسٹ اخبار ہندوستان ٹائمز دہلی مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۵۱ء میں لکھتے ہیں:۔

"احمدیت کی تعلیم کی رو سے یہ ناجائز ہے کہ مذہبی معاملات میں طاقت اور جبر کا استعمال کیا جائے۔ عقیدہ۔ ضمیر اور عمل کی آزادی احمدیوں کے نزدیک ہر مذہب کا بنیادی حق ہے . . . . یہ جماعت ان اختلافات کو جو مختلف قوموں اور مذاہب میں پائے جاتے ہیں تسلیم کر کے یہ مناسب سمجھتی ہے کہ ان اختلافات کو جبر اور طاقت سے نہ مٹایا جائے بلکہ وعظ و نصیحت اور باہمی مفاہمت سے دور کیا جائے۔"

مسٹر ایچ۔ آر۔ وہرا۔ اخبار سٹیٹسمین مورخہ ۱۸/۱۷ نومبر ۱۹۴۹ء میں لکھتے ہیں:۔

"احمدیہ جماعت کے افراد کا یہ عقیدہ ہے کہ جملہ مذاہب سے یکساں سلوک کیا جائے۔ اسی اصول کی بنا پر وہ قادیان کے ہندو اور سکھ یتیموں کی مدد کرتے رہے ہیں۔ اور اب بھی جب جماعت کی مالی حالت بہت کمزور ہو چکی ہے۔ ان یتیموں کی ایک تعداد اپنے وظائف حسب معمول احمدیہ جماعت سے حاصل کر رہے ہیں۔"

احمدیہ جماعت کی رواداری، پُرامن تعلیم اور بلند کردار کے متعلق اوپر چند مثالیں دی گئی ہیں۔ جن سے ان جملہ اعتراضات کا کافی و وافی جواب مل سکتا ہے۔ جو مضمون نگار نے کئے ہیں۔ احمدیہ جماعت کسی ایک جگہ پر محدود نہیں بلکہ دنیا کے تمام علاقوں میں اس کے ماننے والے پائے جاتے ہیں اور باوجود انتہائی اور شدید مخالفت کے دن بدن اپنے عمدہ نمونہ بلند اخلاق اور اعلیٰ تعلیم کی وجہ سے ہی پھیلتے جا رہے ہیں۔ احمدیہ جماعت نے ۱۹۴۷ء کے پُرآشوب زمانہ میں جن اخلاق کا مظاہرہ کیا ہے اس کی کسی قدر جھلک مندرجہ بالا حوالہ جات سے ظاہر ہوتی ہے۔ جو فسادات کے بعد تحریر کئے گئے ہیں۔ نہ افسوس ہے کہ مضمون نگار نے احمدیہ جماعت پر اس قسم کی الزام تراشی کر کے اس مقدس جماعت پر بہت بڑا ظلم کیا ہے۔

خود کاشتہ پودا

مضمون نگار صاحب کا یہ لکھنا کہ بقول اس فرقہ کے یہ جماعت انگریزوں کی اپنی خود کاشتہ تھی۔ حقیقت اور سچائی سے بالکل دور ہے نہ کبھی حضرت بانیٔ سلسلہ نے نہ آپ کے مقدس خلفاء نے اور نہ ہی کسی ذمہ دار احمدی نے اپنی جماعت کو انگریزوں کا خود کاشتہ لکھا یا کہا ہے یہ محض سلسلۂ احمدیہ کے دشمنوں کا بہتان اور غلط بیانی ہے۔

حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کا دعویٰ ہی اس بات کی کھلی کھلی تردید ہے کہ آپ کی جماعت انگریزوں کا خود کاشتہ تھی۔ آپ کی بعثت کی سب سے بڑی غرض ہی عیسائی مذہب کے غلط عقائد کا بطلان تھا۔ جس کو پیشگوئیوں کے مطابق کسر صلیب کا نام دیا گیا ہے۔ احمدیہ جماعت نے جس رنگ میں عیسائی مذہب کے غلط عقائد اور تعلیم کی تردید کی ہے اور اس مذہب کی بڑھتی ہوئی رو کو جو مسلمانوں۔ ہندوؤں اور سکھوں کو ایک اژدھا کی طرح اپنی لپیٹ میں لے رہی تھی۔ جس طاقت اور مضبوطی سے روکا ہے وہ مذاہب کے مطالعہ کرنے والے حضرات سے مخفی نہیں۔

مذہب بطور برطانوی امپیریلزم کے ہتھیار کے

یورپین حکومتوں نے مشرقی ممالک پر اپنا غلبہ و تسلط قائم کرنے کے لئے اور اپنے امپیریلزم کے خیالات کو لوگوں پر مستولی کرنے کے لئے سب سے بڑا حربہ عیسائیت کے مذہب کو اختیار کیا تھا جس کی تبلیغ کے ذریعہ سے وہ اندر ہی اندر مشرقی ممالک کے لوگوں کی تہذیب۔ تمدن اور معتقدات خیالات کو کھوکھلا کر رہے تھے۔ اور ان کو مغربی طاقتوں کا ہمیشہ کے لئے غلام بنا رہے تھے۔

یہ حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کا ہی وجود تھا کہ جس نے بروقت اس خطرہ کو بھانپا اور عیسائیت پر ایک کاری ضرب لگائی۔ آپ نے عیسائی مذہب کی تینوں بنیادوں الوہیت مسیح۔ کفارہ اور تثلیث کو ہمیشہ کے لئے توڑ دیا۔ اور تاریخی۔ عقلی اور نقلی دلائل سے حضرت مسیح علیہ السلام جن کو عیسائی خدا اور اس کا بیٹا قرار دیتے ہیں کی موت ثابت کر دی۔ بلکہ ان کی قبر تک کی نشان دہی کر دی۔ جو اب بھی محلہ خانیار۔ سری نگر کشمیر میں پائی جاتی ہے۔

قربانی کرنے والی جماعت

یہی نہیں بلکہ آپ کے ذریعہ سے ایک فعال۔ علم پرور اور قربانی کرنے والی جماعت وجود میں آئی۔ جس نے منظم طور پر عیسائی مشنریوں کا مقابلہ کیا اور ان کو ہر میدان میں پسپا کیا۔ اور اب احمدیت کی یہ یلغار نہ صرف ہندوستان میں عیسائی مشنریوں کو پچھاڑ رہی ہے۔ بلکہ خود تثلیث کے مراکز لنڈن، واشنگٹن اور نیویارک وغیرہ میں ان کو شکست پر شکست دے رہی ہے۔

پس مغربی امپیریلزم کا زور توڑنے کے لئے احمدیت نے جو کام کیا ہے وہ نہ کسی ہندو سکھ اور غیر احمدی مسلمان سے ہو سکا اور نہ کوئی سیاسی جماعت اس ضمن میں کوئی قابل قدر خدمت سرانجام دے سکی۔

اُس وقت جبکہ ہندوستان کی سیاسی جماعتیں بھی مغربی تہذیب و تمدن اور سیاست کے سامنے سرنگوں اور مرعوب تھیں۔ احمدیہ جماعت نے باوجود کمزور اور بے سر و سامان ہونے کے یورپین امپیریلزم پر مذہبی رنگ میں ایک بھرپور وار کیا جس کے خوشکن نتائج اب نکل رہے ہیں اور دریا کا بہاؤ جو مغرب سے مشرق کی طرف بہہ رہا تھا اب اُلٹ چکا ہے کیا ایسی جماعت انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہو سکتی ہے؟ اور یہ لوگ اس کو اپنا ہمنوا خیال کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ معترضین کی آنکھیں کھولے اور اس جماعت کی جو ملک و قوم کیلئے ایک تعویذ اور باعث رحمت ہے قدر پہچاننے کی توفیق دے۔ (باقی)

افکار و آراء

علماء میدان سیاست میں

اخبار ٹائمز آف انڈیا نے اپنی اشاعت مورخہ ۱۲ر مارچ ۱۹۵۳ء میں جو ایڈیٹوریل تحریر کیا اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے

"اب جبکہ مغربی پاکستان میں فسادات کا امکان مدھم پڑ چکا ہے۔ یہ مناسب ہے کہ اس فتنہ فساد کے اسباب پر گہری نظر ڈالی جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ امن و امان اور جمہوریت کو جو چیلنج دیا گیا تھا وہ بہت ہی خطرناک ہے۔ اور کوئی آزاد حکومت یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ وہ آسانی سے مارشل لا کا نفاذ کرے۔ تین دن تک لاہور فتنہ انگیز عوام کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا۔ اور حالات شہر کو ملٹری کے کنٹرول میں لانے سے بہ مشکل معمول پر آ سکے۔

مغربی پنجاب کے دوسرے شہروں میں بھی اسی قسم کے بد امنی کے حالات پیدا ہو گئے۔ اور صرف اس خوف سے کہ جو نتیجہ لاہور شہر کو بھگتنا پڑا ہے وہی حشر ان شہروں کا بھی ہوگا۔ فتنہ انگیز مزید فتنہ نہ بڑھا سکے حکومت پاکستان مبارکباد کی مستحق ہے۔ کہ اس نے خطرناک چیلنج کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ لیکن یہ صرف سرسری مظاہروں کو دور کرنے والی بات ہے۔ کہ اس فتنہ و فساد کے عمل و اسباب کا گہرا مطالعہ کیا جائے۔ علماء کی یہ بغاوت جو سبق دیتی ہے اہلیان کراچی کو اس سے پہلے حاصل کرنا چاہیئے تھا۔ تاہم جب بھی سبق حاصل ہو جائے مناسب ہے۔

اس تحریک کے خد و خال اور محل وقوع کی اچھی طرح چھان بین ہونی چاہیئے۔ مثلاً اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ علماء کی ایجی ٹیشن کراچی میں بہت جلد ختم ہو گئی۔ اور سوائے مغربی پنجاب کے پاکستان کا کوئی علاقہ اس سے متاثر نہ ہوا۔ جیسے کہ اطلاعات سے ظاہر ہے۔ اگر مسلم لیگ پارٹی اور صوبائی حکومت مذہبی دیوانوں کے سامنے ہتھیار ڈالنے کے متعلق سوچ رہی تھی۔ تو یہ ظاہر ہے کہ اس شرارت کا اصل منبع اور مصدر مغربی پنجاب میں ہی تھا۔ خواہ افسران خوف زدہ ہوئے اور انہوں نے متعصب گروہ کے مطالبات کے ہمسہ۔ دی خواہ کی حقیقت بہر حال ظاہر ہونی چاہیئے۔

مرکزی حکومت کو چاہیئے کہ وہ ان ازالات کی تحقیق کرے۔ اور اگر ضروری ہو تو مقامی افسران کو سختی سے سزا دے۔ جنہوں نے ایسی اشتعال انگیز یونا میں زبانی یا عملی امداد کی ہو اگر۔ یہ کہ یہ اوراق دہرائے جانے مناسب نہیں۔ ہونا اگر۔ یادہ نازک صورت حالات پیدا کی جانی مناسب نہیں۔ تو پاکستان کے حکمران کے لئے ضروری ہے کہ ملاؤں کی ایسی تحریکات کو ہوا دینے میں امداد نہ کریں۔ یہ انتہائی طور پر نفس کا دھوکہ ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ احمدیہ جماعت کے خلاف تحریک صرف احرار کی اٹھائی ہوئی ہے جنہوں نے پاکستان کے وجود کو کبھی تسلیم نہیں کیا۔ اگر یہی وجہ ہے تو یہ کیسے ہوا کہ اکثر مسجدیں عوام کے تشدد کی آماجگاہ بن گئیں اگر اس مفروضہ کو سامنے رکھا جائے تو یہ ماننا پڑیگا کہ وہ ہزاروں اشخاص جو اس متعصب گروہ کے ہمنوا ہیں پاکستان کے آزاد وجود کے قائل نہ تھے لیکن حقیقت اس سے کوسوں دور ہے"

قادیانی اور پاکستان
مولویت کے کرشمے

اخبار روزنامہ "ہلال نو" اپنی اشاعت مورخہ ۲۸ر مارچ ۱۹۵۳ء میں مندرجہ بالا عنوان سے ان الفاظ میں مقالہ افتتاحیہ تحریر کرتا ہے:۔

پاکستان میں جو واقعات رونما ہو رہے ہیں ان کا کوئی براہ راست تعلق اسلامی تعلیمات سے نہیں ہے۔ اسلام ان بھیانک جرائم سے بری ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسول ان حرکات کے مخالف ہیں۔

قادیانیوں کے عقائد اگر گمراہی پر مبنی ہیں اور اگر وہ اسلام کے پردہ میں کفر پھیلا رہے ہیں۔ تو مسلمانوں کے لئے تبلیغ کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ وہ قادیانیوں کے ایک ایک جلسہ کے مقابلہ میں دس دس جلسے کر سکتے ہیں۔ ایک ایک قادیانی رسالہ کے مقابلہ دس دس رسائل شائع کر سکتے ہیں۔ اور ان کی ایک ایک تفسیر کے مقابلہ میں دس دس تفسیریں لکھ سکتے ہیں۔

اسلام نے اصلاح کے لئے تبلیغ کا طریق کار مقرر کیا ہے۔ یہ کہیں نہیں کہا کہ جو تمہارے نقطۂ نظر سے اتفاق نہ کریں ان کے گھر جلاؤ۔ ان کو پکڑ پکڑ کے ذبح کر ڈالو۔ اور ان کی عورتوں پر بھی دست درازی شروع کر دو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے خلفاء راشدین جب فوجوں کو غازی جہاد کے لئے بھیجتے تھے۔ تو یہ نصیحت ضرور کرتے تھے۔ کہ عورتوں، بچوں اور بوڑھوں پر دست درازی نہ کرنا۔ لیکن پاکستان سے اب یہ خبریں آ رہی ہیں کہ قادیانی لڑکیوں کو اغوا کیا جا رہا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو یہ مولویت کا کرشمہ ہے۔ اور بہت ہی بھیانک کرشمہ ہے۔ پاکستان کے ان واقعات سے دنیا میں اسلام کی تبلیغ کو بہت صدمہ پہنچے گا۔ اور ارتداد کا دھارا اور تیزی سے بہنے لگے گا۔

کوئی عجب نہیں کہ پاکستان کے مولویوں نے مرتد کا فر قادیانیوں کی لڑکیوں کو لونڈی بنا لینے کا فتویٰ دیدیا ہو۔ یہ مولوی اپنی کور دماغی کے باعث قرآن کریم کی ان آیتوں کا ایسا ہی مطلب لیتے ہیں جن میں لونڈی غلاموں کا ذکر ہے۔ ان کے نزدیک قرآن غلامی کے جواز پر دلالت کرتا ہے۔ اور پھر قادیانی سے بڑھ کر ان کے نزدیک اور کون اس سزا کا مستوجب ہو سکتا ہے کہ ان کی عورتوں کو لونڈی بنا لیا جائے اور پھر لونڈی بنانے کے بعد اسلام کے نام پر ان لڑکیوں کے ساتھ جو برتاؤ یہ کریں گے اس کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

بیرونی دنیا آج مضحکہ کر رہی ہے۔ بمبئی کے گجراتی اخبارات طنزاً بوہروں اور خوجوں سے پوچھ رہے ہیں کہ تمہاری باری کب آئے گی اور اس میں طنز کی کیا بات ہے۔ اس امر کا امکان موجود ہے کہ قادیانیوں سے نبٹ کر بوہروں اور اسماعیلی خوجوں پر مذہب کے نام سے ہاتھ صاف کیا جائے گا۔ پھر اہلحدیث پر نزلہ گرے گا۔ پھر شیعوں پر مصیبت آئے گی۔ اور پھر دیو بندی اور بریلوی ایک دوسرے کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے "جہاد" فرمائیں گے۔ اور اس کے بعد ان کا نمبر آئے گا جو تقدیر کے قائل نہیں۔ یا جو اللہ کے عرش پر ہونے کے خاص معنی لیتے ہیں۔ پھر زمین کو گول کہنے والوں کی گردن ماری جائے گی غرضیکہ یہ مار کاٹ کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ پاکستان کے طول و عرض میں صرف شیطان باقی رہ جائے گا۔ جو انا و لا غیری کا نعرہ لگائے گا۔ خود مولوی آپس میں کٹ مریں گے۔ اور ہر ایک مرتے وقت یہی تصور کرتا جائے گا کہ بس ادھر روح نے جسم خاکی سے پرواز کی اور ادھر باغ جنت کے دروازہ پر رضوان نے استقبال کیا۔ پھر کیا ہے ہزاروں حسین و جمیل حوریں ہوں گی اور عیش و عشرت کی وہ رنگ رلیاں جن کا ایک حقیر نمونہ واجد علی شاہ کی زندگی میں پایا جاتا تھا۔

خوب سمجھ لو کہ پاکستان میں جو کچھ ہو رہا ہے یہ مولویانہ ذہن کا کرشمہ ہے۔ اور دوسرے ملکوں میں بھی اسلام کے چہرے پر یہ مولوی ہی کولتار مل رہے ہیں۔

آج ساری دنیا میں غیر مسلم ان واقعات سے ایک ہی نتیجہ نکال رہے ہیں۔ اور وہ یہ کہ اسلام اور تعصب مرادف ہیں۔ اور یہ کہ قرآن و قتل کے درمیان ایسا گہرا رشتہ ہے کہ چولی دامن کا ساتھ ہے۔

جب اسلام کے روحانی لیڈروں کا یہ حال ہے تو ہالبوراڈ، پلیسل یا دوسرے ایسے مخالفین کی شکایت کیوں کیجئے ؎

آپ کہتے ہیں کہ غیروں نے کیا ہم کو تباہ
بندہ پرور کہیں اپنوں ہی کا یہ کام نہ ہو

(از علی بہادر خان)

پاکستان کا ہنگامہ
حکومت کی کمزوریوں کا نتیجہ!

اخبار روزنامہ "انقلاب" بمبئی مورخہ ۲۷ر مارچ ۱۹۵۳ء کی اشاعت میں بعنوان بالا اپنے مقالہ افتتاحیہ میں بایں الفاظ درج کرتا ہے:۔

پاکستان میں احمدیوں کے نام پر جو ہنگامہ برپا ہے وہ فوج اور پولیس کی سخت گیریوں کے باوجود ابھی تک ختم نہیں ہو سکا ہے۔ اور خبروں پر شدید ترین احتساب کے باوجود حکومت اس حقیقت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہے کہ مغربی پنجاب میں حالات قابو سے باہر ہو رہے ہیں۔ حکومت کی جانب سے اس فتنہ و فساد کی ذمہ داری احراریوں پر ڈالی جا رہی ہے۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ اس صورت حال کے پیدا کرنے میں خود حکومت بھی برابر کی شریک ہے اور آج اسے خود اپنی کمزوریوں کا خمیازہ بھگتنا پڑ رہا ہے۔

قیام پاکستان کے بعد جہاں پاکستان میں ایک ایسا طبقہ پیدا ہوا جس نے اس نئی مملکت کے بقاء و استحکام کے لئے ہر قسم کی قربانیاں پیش کرنا اپنا فرض تصور کیا وہیں ایک طبقہ ایسا بھی وجود میں آیا جس نے پاکستان کو زمینوں، کوٹھیوں اور عہدوں اور ملازمتوں کا ذریعہ تصور کیا اور یہ لوگ اس لوٹ میں مصروف ہو گئے۔ جیسے وہ "غازیان دین ارکاخ" خیال کرتے تھے حکومت پاکستان نے بدقسمتی سے اس طبقہ کو پورے طور پر سرفراز کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ جہاں لاکھوں تباہ حال مہاجرین تنگ ہاتھ پر ایڑیاں رگڑتے رہے اور ہزاروں مظلوم شہروں سے دور جنگلوں اور ریگستانوں کی خاک پھانکتے رہے ہیں۔ یہ حضرات حکومت کی کمزوری سے باقی صفحہ کالم ۲۔ پر

سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ہندوؤں کی جائیدادوں اور بڑے بڑے عہدوں کو ہتھیاتے رہے اس طرح مفاد پرستوں کا ایک بڑا طبقہ اپنے مقاصد کی تکمیل میں کامیاب ہو گیا۔ اور حکومت بھی مطمئن ہو گئی۔ کہ اس نے ایک ایسے طبقہ کو "دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ" کی تدبیر سے خاموش کر دیا۔ جو اپنے جوڑ توڑ اور سازشوں کی بدولت اس کے لئے ایک دردِ سر بن سکتا تھا۔ لیکن یہی وہ چیز تھی۔ جو بعد میں حکومت کے لئے ایک مستقل دردِ سر بن گئی۔ اور وہ لوگ جو حکومت کی فیاضی سے مستفید نہیں ہو سکتے تھے یا جن کا یہ خیال تھا کہ ان کو پاکستان کی دولت میں ان کا پورا حق نہیں ملا ہے۔ حکومت کے خلاف بےچینی اور بدگمانی پھیلانے میں مصروف ہو گئے پاکستانی عوام طبعاً جذباتی ہیں۔ اس لئے ان لوگوں کو کھل کھیلنے کا پورا موقع ملا کبھی وہ مہاجرین کے لیڈر بن گئے۔ اور خلاف نہ وہ مہاجرین کے نام پر عوام کی حکومت کے خلاف اکسانے لگے۔ اور کبھی مجاہد کا روپ اختیار کر کے مسئلہ کشمیر پر حکومت کے خلاف زہر پھیلانے لگے۔ کبھی انہوں نے عوام کے درد دکھ کا سہارا لیا اور کبھی ان بےروزگار تعلیم یافتہ نوجوانوں کو آلہ بنایا جو محض اس جرم پر نکبت و افلاس کا شکار تھے کہ وہ کوئی معقول سفارش بہم پہنچانے سے قاصر تھے کبھی انہوں نے افسران کی غیر اسلامی زندگی کا واسطہ دے کر عوام کو بھڑکایا اور کبھی شریعت اسلامی کے نفاذ کا نام لے کر لوگوں کے جذبات مشتعل کئے غرض یہ کہ یہ لوگ روزانہ ایک سوال کھڑا کرتے اور اس کے نتیجے میں حکومت کو بدنام اور ذلیل کرتے رہے۔ مہاجر اور غیر مہاجر مولوی صاحبان کا اس میں بڑا ہاتھ تھا۔ اس لئے کہ انگریزی سے نابلد ہونے کے نتیجہ میں ان کو وہ سرکاری مناصب حاصل نہیں ہوئے تھے جن کے وہ متمنی تھے قیام پاکستان سے قبل ان کو لیڈری کی چاٹ پڑ چکی تھی اور وہ پاکستان قائم ہو جانے کے بعد یہ اُمید رکھتے تھے۔ کہ ان کو اعلیٰ سے اعلیٰ مناصب مل جائیں گے۔ لیکن جب انہوں نے یہ دیکھا کہ ان کے خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوئے۔ تو انہوں نے عوام کو بھڑکانے، اکسانے اور مشتعل کرنے پر اپنی ساری توجہ مرکوز کر دیں۔ حکومت پاکستان اگر ابتدا ہی میں ان فتنہ پردازوں کے خلاف حرکت میں آ جاتی تو آج ہرگز اسے ان حالات سے دوچار نہ ہونا پڑتا جن میں وہ مبتلا ہے۔ لیکن وہ ان فتنہ پرور ملاؤں سے ڈرتی رہی اور ان کی اشتعال انگیزیوں کے مقابلے میں

برابر خاموشی کا مظاہرہ کرتی رہی۔ ان مولوی صاحبان کو چھوٹ دیتے رہنے میں ایک فائدہ یہ بھی تھا کہ یہ لوگ کشمیر اور ہندوستان وغیرہ معاملات میں مسلمانوں کو ہمیشہ مشتعل کئے رہتے تھے اور جہاد کے جذباتی نعروں سے قوم میں ایک جوش پیدا کئے رہتے میں معاون ہوتے تھے لیکن ارکان حکومت کی اسی خاموشی اور مولویوں کو چھوٹ دیئے رہنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلسل چار سال کے مخالفانہ پروپیگنڈے نے عوام کو حکومت کی جانب سے بدظن کر دیا چنانچہ جیسے ہی قادیانیوں کے نام پر مولوی صاحبان نے اعلانِ "جہاد" کیا ویسے ہی ان عوام میں بھی آگ لگ گئی جو حکومت کی مخالفت کے عادی بن چکے تھے۔ اور جن کو کئی سال تک یہ باور کرایا جاتا رہا تھا کہ یہ حکومت ناکارہ ہے۔ عوام کے درد دکھ کی شریک نہیں ہے اسلامی قوانین کو نظرانداز کر رہی ہے۔ اس کے افسران شراب پیتے کتے پالتے اور سوٹ پہنتے ہیں۔ اور یہ ہرگز اس قابل نہیں ہے کہ اسے دولت خداداد پاکستان میں نظام اللہ سنبھالنے کا منصب تفویض کیا جائے۔

مولوی صاحبان کا مسموم پروپیگنڈا پنجاب اور کراچی کے جذباتی عوام کو حکومت کے خلاف خوب مشتعل کر چکا تھا۔ بارود کی تہیں بچھائی جا چکی تھیں۔ چنانچہ جیسے ہی ناموس رسالت کا نام لے کر اس بارود میں دیاسلائی دکھائی گئی ویسے ہی سارا پاکستان ایک دھماکے سے لرز اُٹھا۔ لاہور سے لے کر راولپنڈی تک اور لائل پور سے لیکر کراچی تک عوامی غصہ کا لاوا ابلنے لگا۔ اور حکومت کے خلاف نفرت کا آتش فشانی مادہ کئی سال سے اندر ہی اندر پک رہا تھا وہ اپنی پوری حشرسامانیوں کے ساتھ لاہور اور لائل پور میں پھوٹ پڑا ہم جانتے ہیں کہ حکومت اب ایک چابکدست سرجن کی طرح اس پھوڑے کا آپریشن کرنے میں مصروف ہے اور ہمیں اس کا بھی یقین ہے کہ اس نے معالجہ کی جو صورتیں اختیار کی ہیں وہ قطعاً کامیاب ہوں گی لیکن وہ اس کے ساتھ ہی ہم یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ آج پاکستان کے جسم سیاست کو مارشل لاء کی شکل میں آپریشن کی جو تکلیف برداشت کرنا پڑ رہی ہے وہ اسے ہرگز نہ برداشت کرنا پڑتی اگر حکومت نے ابتداء سے ہی نفرت اور بےاعتمادی کے اس زہر کا استیصال کر دیا ہوتا جو تین چار سال میں برابر بڑھتا اور پاکستانی سیاست کے پورے جسم میں پھیلتا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی عرض کریں گے کہ اگر آئندہ پھر حکومت پاکستان نے ایسی ہی کمزوری کا مظاہرہ کیا جس کا اظہار وہ آج تک کرتی رہی ہے اور اس نے دوبارہ ان مولوی صاحبان کو میدانِ سیاست میں آنے کا

موقعہ دیا جنہوں نے آج پاکستان کے استحکام و سالمیت کی چولیں ہلا کے رکھ دی ہیں تو وہ آگ سے کھیلنے کی حماقت کرے گی اور اس حماقت کا جو کچھ نتیجہ ہو گا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ حکومت پاکستان اپنے حالیہ تجربہ سے سبق لے اور سیاست کو ملاؤں اور جذباتی مفاد پرست سیاستدانوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دینے کے بجائے معاشی بنیادوں پر منظم کی ہوئی سیاسی جماعتوں کو آگے بڑھائے۔ پاکستان میں جمہوریت کی ترقی کے لئے صرف یہی ایک چارہ کار ہے۔ اور اگر حکومت نے یہ راہ اختیار نہ کی تو نہ صرف یہ کہ جمہوریہ پاکستان کا خاتمہ ہو جائے گا۔ بلکہ مولوی صاحبان اپنی ہوس قیادت کی تکمیل کے لئے پاکستان کو ایسی خانہ جنگیوں کا شکار کر دیں گے جو اس کے وجود تک کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیں گے۔

زکوٰۃ

(۱) زکوٰۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے۔ کسی قسم کا کوئی اور جماعتی چندہ زکوٰۃ کا قائم مقام نہیں ہو سکتا (۲) زکوٰۃ کا تارک اسی طرح خدا تعالیٰ کے حضور قابل مواخذہ ہے جس طرح ایک نماز کا تارک (۳) زکوٰۃ مومن کے مال کو پاک کرنے اور اس میں برکت ڈالنے کا ایک ذریعہ ہے (۴) اپنے طور پر زکوٰۃ کا خرچ کرنا شرعاً ناجائز ہے۔ (۵) زکوٰۃ خلیفہ وقت کے پاس آنی چاہیئے اور اس کی اجازت کے بغیر تقسیم نہیں ہو سکتی۔ (۶) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے زکوٰۃ کی وصولی کا کام نظارت بیت المال کے سپرد فرمایا ہے (۷) زکوٰۃ کے نصاب کی حد حسب ذیل ہے۔ اور شرح زکوٰۃ چالیسواں حصہ ہے۔ سونے کا نصاب ۷ تولہ چھ ماشہ۔ چاندی کا نصاب ۵۲ تولہ ۶ ماشہ۔ یعنی جس شخص کے پاس کم از کم اس قدر سونا یا چاندی ہو تو اُس کا فرض ہے کہ ہر سال اس کے چالیسواں حصہ زکوٰۃ کے طور پر ادا کرنے (۸) ہر قسم کے سکّوں کی زکوٰۃ چاندی کے نصاب کے مطابق ہوگی۔

اگر ہمارے دوست اور ہماری بہنیں زکوٰۃ کی اہمیت اور فرضیت کا پورا احساس کر کے اپنا جائزہ لیں تو خدا کے فضل سے سینکڑوں گھروں سے کچھ نہ کچھ زکوٰۃ نکل سکتی ہے۔

(ناظر بیت المال قادیان)

جملہ صدر صاحبان جماعتہائے ہند توجہ کریں

نظارت ہذا کو مدرسہ تعلیم الاسلام کیلئے ٹرینڈ اساتذہ کی ضرورت ہے اس سلسلہ میں نظارت ہذا ۶ مارچ ۱۹۵۳ء اعلان کر داری ہے مگر آج تک کوئی درخواست موصول نہیں ہوئی۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہذا جملہ صدر صاحبان جماعتہائے احمدیہ ہند کو متوجہ کیا جاتا ہے کہ اگر انکے حلقہ میں کوئی ٹرینڈ مدرس ہوں اور وہ قادیان آنے کیلئے تیار ہوں تو ان کی درخواست مع نقل سرٹیفکیٹ اور اپنی سفارش کے ساتھ نظارت ہذا میں بھجوا دیں۔ بصورت دیگر مطلع کریں کہ انکے حلقہ میں کوئی ٹرینڈ مدرس نہیں ہے یا ہے تو وہ قادیان آنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اسی طرح مدرسۃ البنات کے لئے ایک ٹرینڈ استانی کی ضرورت ہے۔ اس کے بارے میں بھی مندرجہ بالا اعلان کی روشنی میں جلد رپورٹ ارسال کریں۔ (ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

مقامی جماعتوں میں امام الصلوٰۃ

بذریعہ ریزولیوشن نمبر ۱۲۲ مورخہ ۵۳-۲-۱۸ صدر انجمن احمدیہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ "شہروں میں عام طور پر امامت کرانے اور خطبہ پڑھنے کا حق امراء کو ہوگا۔ لیکن دیہات میں چونکہ تعلیم کی کمی ہے۔ اسلئے دیہات میں جہاں مبلغین (شمول دیہاتی مبلغین) موجود ہوں وہاں امام الصلوٰۃ اور خطیب ہونیکا حق عام طور پر انہیں ہوگا۔ سوائے اس کے صدر انجمن احمدیہ مخصوص حالات کے پیش نظر کوئی استثنائی فیصلہ کردے۔" (ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

شکریہ احباب

میری والدہ صاحبہ کی وفات پر بہت سے دوستوں کی طرف سے تعزیت کے خطوط آئے ہیں۔ فرداً فرداً ہر ایک کو جواب دینے سے معذور ہوں۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہذا ان تمام دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ

خاکسار بشارت احمد ابن جناب مولوی عبدالرحمن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان

درخواست دعا۔ خاکسار کا بھائی امسال مولوی فاضل کا امتحان دے رہا ہے۔ اس کی نمایاں کامیابی کے لئے احباب سے درخواست دعا ہے۔

خاکسار احمد صدیق درویش قادیان

موجودہ مخالفت کا طوفان

از مکرم رشید احمد صاحب متعلم جامعۃ المبشرین قادیان

جب اللہ تعالےٰ کی عظمت زمینی لوگوں کے دلوں سے مٹ جاتی ہے۔ اس کے حرام کو حلال سمجھ لیا جاتا ہے۔ حقوق کو غصب کیا جاتا ہے اور زمین ظلم وستم سے بھر جاتی ہے۔ تو ایسے ہی بے دینی اور بد اعمالی کے زمانہ میں خدا تعالےٰ اپنا کوئی مامور دنیا میں بھیجتا ہے۔ الٰہی سلسلے اور الٰہی مامورں کے ساتھ بھی خدا تعالےٰ کی عجیب سنت چلی آرہی ہے۔ الٰہی سلسلہ کے افراد کو مختلف مصائب اور ابتلاء کی بھٹیوں میں ڈالا جاتا ہے۔ دنیا کی قومیں الٰہی سلسلہ کے افراد کو عذاب دے دے کر خوش ہوتی ہیں۔ ان سے ہنسی اور ٹھٹھا کیا جاتا ہے۔ بسا اوقات ان کو زندہ جلا دیا جاتا ہے۔ درندوں کے آگے ڈال کر ٹکڑے ٹکڑے کروا دیا جاتا ہے یا سنگسار کر دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے خدائی سلسلہ کا یہ نشان ہی مقرر فرما دیا ہے۔ کہ:۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاۗءُ وَالضَّرَّاۗءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ (بقرہ ع ۲۶)

کہ اے الٰہی سلسلہ میں داخل ہونے والو! کیا تم گمان کرتے ہو کہ تمہیں ایسے ہی جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اور تم پر ان لوگوں کی طرح مصائب نہیں آئیں گے۔ جو تم سے پہلے آسمانی سلسلوں میں شامل تھے۔ ان پر جنگ وجدال اور تکالیف کے اس قدر پہاڑ ٹوٹے کہ ان کی وجہ سے وہ اپنی ہستی سے ہل گئے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ کے رسول اور اس کے ماننے والوں نے اضطراب کی حالت میں پکارا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کب آئے گی؟ اس کے جواب میں خدا تعالیٰ اپنے مامور کے ذریعہ مومنوں کو خوشخبری دیتا ہے کہ تو جہ سے سنو! اللہ تعالیٰ کی نصرت بہت قریب ہے۔

موجودہ زمانہ کے مامور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق انسانوں کی توحید اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اور اسلام کی شان وشوکت کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنے کے لئے جب بیڑا اُٹھایا۔ تو سنت الٰہیہ قدیمہ کے ماتحت سلسلہ احمدیہ کا بھی آزمائش کی بھٹیوں میں سے گذرنا ضروری تھا۔ چنانچہ آجکل جو کچھ اس کمزور اور ناتواں جماعت کے ساتھ ہو رہا ہے۔ وہ اس خدائی قانون کی صداقت پر زبردست زندہ ثبوت ہے۔ شاید ایسے ظلم وستم کی کوئی مثال سوائے الٰہی جماعتوں کی تکالیف کے دنیا کی تاریخ میں نہ مل سکے۔ اخبار پرتاپ کے قول کے مطابق "احمدیوں کے لئے پاکستان میں نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن والا معاملہ ہے۔

(پرتاپ ۱۰ جنوری ۱۹۵۳ء)

جب ایسے ظلم وستم کے واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں تو مومنوں کا ایمان بڑھتا ہے کیونکہ وہ ایسے ظلم وتعدی کے واقعات کے رونما ہونے کے متعلق پہلے سے پیشگوئی کے رنگ میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مصلح الموعود خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۴۵ء میں احمدیت کی آئندہ ہونے والی شدید مخالفت کا تفصیلاً ذکر فرمایا۔ حضور نے سورۃ البروج کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے پاکستان میں احرار کی ایجی ٹیشن کا صاف صاف نقشہ کھینچا۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"پس میرے نزدیک قُتِلَ اَصْحَابُ الْاُخْدُوْدِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ کے ذریعہ ایک دوسری پیشگوئی شروع کی گئی ہے۔ پہلے یہ بتایا گیا تھا کہ مسیح موعود ظاہر ہوگا۔ اور اسلام کو غالب کرے گا۔ چنانچہ اس کی دلیل یہ دی گئی تھی۔ کہ ماضی شاہد ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ احیاء اسلام کے لئے ہمیشہ مجددین مبعوث کرتا رہا ہے پس ضروری ہے کہ آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ بالخصوص اس لئے کہ ہم ایک موعود کی بعثت کی خبر دے چکے ہیں۔ اب یہ بتاتا ہے کہ یوم موعود آسانی سے نہیں آئے گا۔ بلکہ اس کے لئے مومنوں کو بڑی بڑی قربانیاں کرنی پڑیں گی۔ چونکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے یوم موعود کے متعلق بڑا زور دیا گیا تھا۔ اس لئے ممکن تھا۔ کہ جماعت موعود یہ خیال کر لیتی کہ یہ یوم موعود خود بخود آجائے گا۔ ہمیں اس کے لئے کسی خاص جد وجہد سے کام نہیں لینا پڑیگا سو اللہ تعالےٰ نے قُتِلَ اَصْحَابُ الْاُخْدُوْدِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ کے ذریعہ اس خیال کا ازالہ کر دیا۔ اور بتایا کہ یہ یوم موعود آئے گا تو سہی۔ مگر تمہیں اپنی جانوں کو اس راہ میں قربان کرنا پڑے گا۔ اور مخالفین کے جور وستم اور ان کے بھیانک مظالم کا ایک عرصہ تک تختۂ مشق بننا پڑے گا۔" (تفسیر کبیر جلد ششم جزء چہارم نصف اول صفحہ ۳۶۶)

احمدیوں کو عذاب دے دے کر مخالفین جس طرح خوش ہوں گے اس کا منظر بھی قرآن مجید نے دکھایا ہے۔ چنانچہ سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز اسی سورت البروج کی تفسیر میں آگے بیان فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"اللہ تعالےٰ نے اس سورت میں ایک طرف تو منکرین کو توجہ دلائی ہے کہ تم بارہ صدیوں تک خدا تعالےٰ کے مجدد دین کو مانتے چلے آئے تھے اب تیرھویں مقام پر آکر تمہیں کیا ہو گیا۔ کہ جب وہ موعود ظاہر ہوا جس کی خبر ہم دیتے چلے آئے تھے۔ تو تم نے اس کا انکار کر دیا۔ اور دوسری طرف مومنوں سے کہا کہ یاد رکھو! تمہیں بھڑکتی ہوئی آگ میں جلنا پڑے گا۔ تب اسلام کی شان و شوکت کا دن طلوع کرے گا۔ پس ان آیات میں اس مخالفت کی شدت کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ جو احمدیت کی آئندہ زمانہ میں ہونے والی ہے۔"

اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مومنوں کو عذاب دے دے کر دشمن مزا اُٹھائیں گے۔"

"تعذیبیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک تعذیب وہ ہوتی ہے جس کے بعد دل میں رحم کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ مجرموں کو پھانسی پر لٹکایا جاتا ہے۔ تو مجسٹریٹ اور سپاہی افسوس بھی کرتے جاتے ہیں۔ مگر ایک تعذیب وہ ہوتی ہے جس کے بعد عذاب دینے والا خوشی محسوس کرتا ہے کہ میں نے جو کچھ کیا۔ بہت اچھا کیا۔ (خدا تعالیٰ) فرماتا ہے۔ کہ یہ معذب تو ہوں گے مگر ساتھ ہی خوش ہوں گے کہ ہم نے بہت اچھا کام کیا۔ گویا مجلس [illegible] اور اپنے اس فعل پر بڑی خوشی منائی جائے گی۔ جیسے حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید پر پتھراؤ کیا گیا مگر کسی کو رحم نہ آیا۔ بادشاہ اور اس کے درباری سب اکٹھے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اسے خوب پتھر مارو۔ گویا عذاب دینے کے لئے وہ اس طرح خوش خوش اکٹھے ہوئے جیسے کوئی میلہ ہو رہا ہے۔"

وَهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ..... یہاں شہود کے معنے واقفوں کے بھی ہیں اور حاضر ہونے والوں کے بھی۔ اور مطلب یہ کہ وہ جانتے ہوئے کہ مومن بے گناہ ہیں انہیں عذاب اور دکھ دیں گے۔ اسی طرح یہ معنے بھی ہیں کہ وہ عذاب دینے کے وقت خود بھی سامنے کھڑے ہوں گے۔ اور ان کے عذاب کا تماشہ دیکھیں گے۔ اور ان پر انہیں رحم نہیں آئے گا۔ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ وہ میلہ لگائیں گے۔ لوگوں کا اجتماع کریں گے۔ اور سب کی موجودگی میں ان کو عذاب دیں گے۔ دوسرے یہ کہ یہ تعذیب متواتر چلتی چلی جائے گی۔ کیونکہ کسی پر بیٹھ جانا یہ ایک محاورہ ہے۔ جس کے معنے اس کام کو متواتر کرتے چلے جانے کے ہوتے ہیں۔ ہماری زبان میں بھی کہتے ہیں کہ تم تو دھرنا مار کر بیٹھ رہے ہو۔ مطلب یہ کہ پیچھا ہی نہیں چھوڑتے۔ اسی طرح فرماتا ہے کہ جہاں ان کی مخالفتیں دیدہ دانستہ ہوں گی اور یہ سمجھتے ہوئے ہوں گی۔ کہ وہ جھوٹ اور فریب سے کام لے رہے ہیں۔ وہاں ان مخالفتوں کا لمبا سلسلہ ہو گا اور متواتر ان کی طرف سے ان کو دکھ دینے والے واقعات کا اعادہ ہوتا رہے گا" (تفسیر کبیر ایضاً صفحہ ۳۶۷)

ہر چیز کی کوئی نہ کوئی علت ہوتی ہے۔ ہر واقعہ کا کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے۔ اس بے عذاب کا سبب خدا تعالےٰ نے اپنی کلام پاک قرآن مجید میں نازل فرما دیا ہے۔ اسی سورۃ البروج کی اس آیت میں اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے ان سارے مصائب کی وجہ کو بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں۔

"اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کو تو وہ لوگ (مخالف) بھی مانتے ہوں گے۔ فرق صرف یہ ہوگا۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ کو غیر عزیز۔ غیر حمید مانتے ہوں گے۔ اور یہ لوگ (احمدی) اللہ تعالےٰ کو العزیز اور الحمید قرار دیتے ہوں گے۔ اور یہی اختلاف تمام عداوت کی بنیاد ہوگا۔" (تفسیر کبیر ایضاً صفحہ ۳۶۶)

اس کا مطلب یہ ہے کہ جماعت احمدیہ یہ عقیدہ رکھتی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے فیضانِ رحمت بند نہیں ہوئے۔ وہ زندہ خدا آج بھی اپنی زندگی کے نشانات دکھا رہا ہے۔ زمین و آسمان پر اس کی بادشاہت ہے۔ وہ آج بھی بولتا ہے۔ جس طرح کہ پہلے زمانوں میں بولا کرتا تھا۔

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

(مسیح موعود)

سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین افضل الرسل ہیں۔ آپ سے افضل نہ کوئی پہلے پیغمبر اور رسول ہوا۔ نہ ہی

(بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

صفحہ ۶ سے آگے

قیامت تک ہو سکتا ہے۔ آپ کا فیض صرف آپ کی اپنی ذات تک ہی محدود نہ تھا۔ بلکہ حضورؐ سراج منیر ہیں۔ حضورؐ کی روشنی سے آئندہ بھی چراغ روشن ہوتے رہیں گے۔ وہ (صلی اللہ علیہ وسلم) فیضان کا بحرِ بیکراں ہیں۔ جن سے شیریں نہریں نکل کر پیاسی دنیا کو سیراب کرتی رہیں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی نور اور حضورؐ کا ہی آبِ حیات اور وجودوں کے ذریعہ دنیا میں تقسیم ہوگا یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ:۔

این چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمدؐ است
ایں آتشم ز آتشِ مہرِ محمدؐ است
دیں آبِ من ز آبِ زلالِ محمدؐ است

لیکن غیر احمدی ہمارا دل یہ کہہ کر زخمی کرتے ہیں۔ کہ ہم نعوذ باللہ سیدنا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔ گویا کلمہ طیبہ کو منسوخ سمجھتے ہیں۔ اور نیا دین بنا لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی پوری آب و تاب سے معصوم احمدیوں کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگ رہے ہیں۔

یہ وہ پیشگوئیاں ہیں۔ جو ۱۹۴۵ء میں شائع کی گئیں۔ آج دنیا نے دیکھ لیا ہے۔ کہ یہ باتیں سرزمین پاکستان میں کس طرح پوری ہو رہی ہیں انسانیت ان مظالم پر۔ اس درندگی پر آٹھ آٹھ آنسو بہاتی ہے۔ ایک چھوٹی سی بے دست و پا معصوم جماعت جس نے کبھی بھی کسی کی عزت کی طرف نگاہ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ اس کو "ختم نبوت" کے نام نہاد محافظ احرار اور ان کے دوسرے ہم نوا اس کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے پوری سرگرمی سے کام لے رہے ہیں احرار کی طرف سے اینٹی احمدیہ تحریک کے نتیجہ میں احمدی مسلمانوں کے قتل و غارت۔ لوٹ مار۔ اور آگ میں زندہ جلا دینے کے واقعات ہندوستانی اخبارات میں کثرت سے شائع ہو رہے ہیں۔ گو ان میں غلطی اور مبالغہ کا امکان ہے۔ تاہم ان سے حالات کا کسی قدر پس منظر معلوم ہو سکتا ہے۔ ان حالات کے مدنظر ایک مدبر انسان کے لئے سلسلہ احمدیہ کو پرکھنے میں بہت آسانی ہو سکتی ہے۔ کہ درحقیقت یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے۔ کس طرح پہلے بتائی ہوئی باتیں واضح رنگ میں اس سلسلہ کے متعلق پوری ہو رہی ہیں۔

اخبار پرتاپ اپنی ۱۳ مارچ ۱۹۵۳ء کی اشاعت کے صفحہ ۳ پر مارشل لاء کا پس منظر کے عنوان سے لکھتا ہے کہ:۔

"فوجی راج قائم کرنے والے خود پاکستان کے پردھان منتری (وزیر اعظم) خواجہ ناظم الدین ہیں۔ جنہیں شک ہو گیا تھا۔ کہ پنجاب سرکار کی دلی ہمدردی احمدیوں کے خلاف تحریک سے ہے۔ اور اس شک کی تائید میں ان کے پاس یہ رپورٹ پہنچی۔ کہ مسلمانوں (غیر احمدیوں) کے ساتھ مل کر احمدیوں کو اپنی گولی کا نشانہ بنا رہی ہے۔ اور یہ کہ کئی احمدی پولیس کی گولی سے ہلاک ہو چکے ہیں"۔ (پرتاپ ۱۳ مارچ ۱۹۵۳ء)

"لاہور سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ سارے مغربی پنجاب میں احمدیوں کی جان و مال خطرہ میں ہے۔ اور متعدد احمدیوں کی لڑکیوں اور عورتوں کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ ان کے مکانات جلا دیئے گئے ہیں۔ اور بہت سے احمدیوں کو دن دہاڑے قتل کر دیا گیا ہے۔ احمدیوں کی کل تعداد پانچ لاکھ ہے۔ ان میں سے دو لاکھ احمدی پاکستان میں ہیں۔ اور تین لاکھ بھارت اور باقی دوسرے ملکوں میں"۔ (پرتاپ ۱۳ مارچ ۱۹۵۳ء صفحہ ۱ پ۔ ن۔ س)

"لاہور میں مارشل لاء کیوں نافذ ہوا۔ اس کا پس منظر اب ہمارے سامنے آیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مارشل لاء کے نفاذ سے پہلے دو تین روز میں شہر کے ہولناک مناظر پیدا ہوئے۔ جہاں کوئی احمدی نظر آیا۔ اس کے پیٹ میں "علی علی" کا نعرہ بلند کر کے چھرا گھونپ دیا گیا۔ دو احمدیوں کو زندہ جلا کر تو عہد بربریت کی یاد تازہ کر دی گئی ہے۔ جہاں کہیں کسی احمدی کا مکان نظر آیا "مجاہدوں" نے اُسے آگ کی نذر کر دیا۔ بعض حالتوں میں تو سامان سڑک پر رکھ کر اسے دیا سلائی دکھا دی گئی۔ جہاں کہیں کسی احمدی کی دکان نظر آئی۔ اس کے مال کو مال غنیمت سمجھ کر لوٹ لیا گیا جہاں کہیں کوئی احمدی نظر آیا۔ اسے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔۔۔۔۔ لاہور میں جو کچھ ہوا وہ صحیح الخیال مسلمانوں کے لئے عموماً اور غیر مسلموں کے لئے خصوصاً ایک لمحہ فکریہ مہیا کرتا ہے"۔ (پرتاپ ۱۱ مارچ ۱۹۵۳ء صفحہ ۲ و ۷)

لاہور سے بذریعہ بس جالندھر پہنچنے والے ایک مسافر نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا۔ ۔۔۔ لاہور میں حالات ۱۹۴۷ء سے بھی بدتر ہو چکے ہیں۔ احمدیوں کے خلاف تحریک نے ایک بغاوت اختیار کر لی ہے۔ اور حکومت حالات پر قابو پانے میں ناکام رہی ہے۔۔۔۔۔ مارشل لاء سے پہلے لاہور میں احمدیوں کی ایک سو عورتیں اُٹھائی جا چکی تھیں۔ ان کی کئی لاکھ روپیہ کی جائیداد لوٹی جا چکی ہے۔۔۔ مارشل لاء کے ایڈمنسٹریٹر جنرل اعظم خاں نے بتایا۔۔۔۔ کہ لاہور میں وسیع پیمانہ پر اور منظم ڈھنگ سے گڑبڑ ہوئی ہے۔ (پرتاپ ۱۴ مارچ ۱۹۵۳ء)

اخبارات کے مطالعہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان میں احرار اور ان کے ساتھیوں کو خدا بھول چکا ہے۔ اس کی عظمت اور اس کا قہری ہاتھ ان کے لئے افسانہ سے زیادہ کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ آج انہیں یہ فخر ہے۔ کہ کم از کم پاکستان کے تمام مسلمان ہمارے ساتھ ہیں۔ لیکن شاید وہ ہمارے العزیز الحمید خدا کے قدوس سے بے خبر ہیں۔ جس نے پہلے اس قیامت خیز مخالفت کا علم اپنے بندہ کے ذریعہ دے دیا تھا۔ جس طرح پیشگوئیوں کے پہلے حصہ کے مطابق یہ مخالفت اور ظلم و ستم کے واقعات اپنے وقت پر آ کر ظاہر ہو گئے ہیں۔ اسی طرح وہ حصہ بھی اپنے وقت پر ضرور پورا ہوگا۔ جو احمدیت کی فتح سے وابستہ ہے۔ چنانچہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ سورۃ البروج کی آیت وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

"یہ بات ٹھیک ہے کہ یہ لوگ جانتے بوجھتے ہوئے ظلم کرتے ہیں۔ مگر ان کو یہ گھمنڈ ہے۔ کہ پبلک ہمارے ساتھ ہے۔ ان کو پتہ نہیں۔ کہ ہم بھی ان کے نگران اور محافظ موجود ہیں۔ اگر ان کو یہ گھمنڈ ہے۔ کہ ہمیں عزت کی نگاہ سے دیکھنے والے دنیا میں بہت لوگ موجود ہیں۔ جو ہمارے مظالم کو بھی اچھا قرار دیں گے۔ تو کیا وہ اتنی بات نہیں سوچتے کہ وہ لوگ جو میری عزت کو قائم کرنے والے ہیں میری حمد کو قائم کرنے والے ہیں اس طرح مظالم کا نشانہ بنائے گئے۔ تو کیا میں خاموش رہوں گا۔ میں یقیناً اُن کی مدد کے لئے اُتروں گا۔ اور مظالم کرنے والوں کو اپنے غضب کا نشانہ بنا دوں گا۔ (تفسیر کبیر صفحہ ۳۶۶ و ۳۶۷)

"دنیا میں ذلیل سے ذلیل اور حقیر سے حقیر انسان بھی اپنی عزت کرنے والے کا احترام کرتا ہے پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ یہ (احمدی) آسمان اور زمین کے خدا کی عزت قائم کر رہے ہوں۔ اس کی حمد کر رہے ہوں۔ اور پھر دشمن ان کو تباہ و برباد کرنے میں کامیاب ہو جائیں؟ وہ لوگ غور کریں کہ کیا ان کے ظلموں کو دیکھ کر آسمانوں اور زمین کے خدا کی غیرت نہیں بھڑکے گی۔ اور کیا وہ اپنے غضب کی چکی میں ان کو پیس نہیں ڈالے گا"۔ (تفسیر کبیر صفحہ ۳۶۶)

بے شک پاکستان میں جماعت احمدیہ پر ظلم و ستم کا موجودہ دور بڑا ہی نازک اور پرخطر دور ہے اور ممکن ہے۔ کہ یہ مصائب کا زمانہ کچھ طول اختیار کرے۔ لیکن یہ دور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو مٹانے کے لئے نہیں آیا بلکہ احمدیوں کے دلوں میں حلاوت ایمان اور یقین کی روشنی کو بڑھانے کے لئے۔ ان کے اعمال کو صیقل کرنے کے لئے آیا ہے جس پیام موعود کا اللہ تعالےٰ نے اپنے بندے کے ذریعہ وعدہ فرمایا ہے۔ اس کے آنے کے لئے یہ مصائب راستہ تیار کرنے کے لئے آئے ہیں۔ مصائب کے بعد برکتوں کے دروازے کھلا کرتے ہیں ؎

دیکھ کر لوگوں کا جوش و غیظ مت کچھ غم کرو
شدت گرمی کا ہے محتاج بارانِ بہار
(المسیح الموعود)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"یہ مت خیال کرو۔ کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے۔ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا۔ اور ہر طرف اس کی شاخیں نکلیں گی۔ اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے۔ اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے۔ کہ کون اپنے دعوے بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائیگا۔ وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا۔ اور بدبختی اسے جہنم تک پہنچائیگی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے۔ اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے۔ اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی۔ اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی۔ اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی۔ وہ آخر فتحیاب ہونگے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے"۔ (الوصیت)

پس ہمارے لئے احرار اور ان کے ساتھیوں کا مخالفت کرنا۔ ان کا بے گناہ احمدیوں کو شہید کرنا۔ اور ہنسی ٹھٹھا کرنا کوئی نئی بات نہیں۔ بے شک ایسے مصائب ایک دنیا دار کے لئے خاتمہ کا باعث ہیں۔ مگر احمدیت کے فرزندوں کے لئے یہی پیغام حیات ہے۔ خدا تعالےٰ آزمائش کی گھڑیوں میں بھی اپنے بندوں کا ایمان تازہ کرتا رہتا ہے۔ خدا تعالےٰ کے مسیح کا الہام انی مع الافواج اتیک بغتۃً۔ (میں اپنی فوجوں کے ساتھ ناگہانی طور پر آؤں گا) لاہور وغیرہ کے احمدیوں نے اس کی ایک جھلک دیکھی ہوگی۔ بہرحال احرار کا پاکستان کے طول و عرض سے احمدیوں کے قتل کرانے کے لئے اہم جگہوں پر جتھے بھجوانا اور منافرت پھیلانے کے لئے وسیع پروپیگنڈا کرنا۔ چودہ سو برس پہلے گذرے ہوئے واقعات کو از سر نو زندہ کرتا ہے۔

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا۔ (احزاب ع ۳)

اور جب مومنوں نے (باقی صفحہ ۱۲ کالم ۲ پر)

اقوامِ ہند میں کیونکر اتحاد ہو سکتا ہے

از مکرم مولوی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل یادگیر

تقسیم ہند سے قبل ایک مرتبہ ۱۹۳۹ء میں خواجہ حسن نظامی صاحب نے پانچ سوالات کے جوابات قارئین "منادی" سے مانگے تھے اور خصوصی طور پر اس کو شائع کیا تھا۔ ان سوالوں میں سے ایک سوال یہ تھا۔

سوال:- اقوامِ ہند میں کیونکر اتحاد ہو سکتا ہے؟

اس کے مختلف اشخاص نے مختلف جوابات دیئے۔ ان میں سے بعض جوابات شائع کئے جا رہے ہیں۔ بعض جوابات کے آگے ان کے نام بھی لکھ دیئے گئے ہیں۔ جنہوں نے جواب بھجوایا بقیہ سارے نام ترک کر دیئے گئے ہیں۔ صرف جواب لکھا گیا ہے۔ قبل ازیں گذشتہ سال کے بدر کے پرچوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان فرمودہ تجویزیں بھی شائع ہو چکی ہیں جن سے اقوامِ ہند میں اتحاد ممکن ہے۔ اب بغرض افادہ عام ان کو بھی شائع کیا جاتا ہے۔ ان میں سے بعض جوابات تو بالکل اس غلط فہمی کی بنیاد پر دیئے گئے ہیں گویا نعوذ باللہ۔ مذہب فساد کی جڑ ہے لیکن امر واقعہ اس کے برخلاف ہے۔ بہرحال ہر شخص کی اپنی اپنی رائے ہے۔

خذ ما صفا ودع ما کدر

(۱) تعصب اور غصہ بالکل دور کر دینے سے۔

(۲) سب اپنے اپنے مذہب کو خیرباد کہہ دیں
مولانا محمد یعقوب صاحب مراد آبادی

(۳) سب لا مذہب ہو جائیں یا ہر مذہب والا اپنے مذہب کے صحیح اصول پر سختی کے ساتھ گامزن ہو۔ — مولانا شرر صاحب مرحوم لکھنوی علیگڑھ

(۴) اکثریت اقلیت کو خوش رکھنے لگے۔
ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب چانسلر مسلم یونیورسٹی۔

(۵) آزادی یا غلامی کے ایک ہی نصب العین کو اپنا نصب العین بنا لیں اور یہ احساس ہندوستانی قوموں میں اُس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ مذہب اور مذہبی لیڈروں کا موجودہ رسوخ و اثر قائم ہے۔
عشقی صاحب ایڈیٹر منادی۔

(۶) رواداری سے۔

(۷) مذہبی رکاوٹوں کو الگ کر دیں اور ایک دوسرے سے شادی کریں۔

(۸) تعلیم عام ہو۔

(۹) ایک دوسرے کی مخالفت نہ کرنے سے

(۱۰) وہ مذہبی جھگڑوں کو ایک دم چھوڑ دیں۔ — ایڈیٹر برق کشمیر۔

(۱۱) ایک دوسرے کے مذہب کے برخلاف حقارت انگیز تقریر و تحریر نہ کریں

(۱۲) تفریق دور کرنے سے۔

(۱۳) سب کو ایک وجود سمجھنے سے۔

(۱۴) مذہب کو قطعاً اُڑا دیا جائے۔

(۱۵) مذہب کے بجائے سیاسی تعلیم کو رواج دینے سے۔

(۱۶) ہندو ہمارے رسول کو گالی دینا چھوڑ دیں اور ہم گائے کا گوشت ترک کر دیں
حمید احمد برما

(۱۸) اسلامی تعلیم حاصل کی جائے اور اس پر عمل کیا جائے خواہ مسلم ہوں یا غیر مسلم

(۱۹) اپنی اصل پر نگاہ ڈالنے سے

(۲۰) مذہب بجز خدمت قوم نہ ہو۔

(۲۱) ایک واحد قوم بن جانے سے۔

(۲۲) ایک دوسرے کے جذبات کا احساس رکھنے سے۔

(۲۳) مذہبی خالص اور اخلاقی کامل تعلیم عام — مولانا سید احمد امام جامع مسجد دہلی۔

(۲۴) رواداری اور عاقلانہ راہنمائی سے
ٹھیوشنکر لال رائے راجگڑھ

(۲۵) تمام فرقہ پرست لیڈران مولویوں اور جھوٹے پیروں، مہاشوں اور سنگھٹیوں کو ایک ہی تاریخ اور ایک ہی وقت میں ہندوستان سے باہر نکال دیا جائے۔
ظفر نیازی ایڈیٹر کامیاب دہلی

(۲۶) ہمدردی سے۔

(۲۷) سب کے لا مذہب ہو جانے سے۔

(۲۸) حسد دور کر دینے سے۔

(۲۹) ہر مذہب کے بزرگوں کا احترام رکھنے سے اور ان کی عبادت گاہوں کی بے حرمتی نہ کرنے سے۔

(۳۰) کوئی قوم کسی کے بزرگوں اور پیشواؤں کو بُرا نہ کہے۔ عطاء الرحمٰن اصغر قادیان

(۳۱) ہر قوم دوسری کو مائی جائی بہن سمجھنے سے۔

(۳۲) مذہبی تعصب کی بیخ کنی کر دینے سے

(۳۳) ایک دوسرے کے مذہبی پیشواؤں کے احترام کے ذریعہ۔

(۳۴) اقوامِ ہند کے اتحاد کا واحد ذریعہ خدا کے نبی و رسول۔ مہدی و مسیح و کرشن۔ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام قادیانی پنجاب پر صدق دل سے ایمان لانے سے۔ غلام سرور صاحب نمبردار محمود پور

(۳۵) ایک دوسرے کے بزرگوں کی عزت کرنے سے

(۳۶) بے جا مذہبی تعصب اور قومی تفوق ترک کرنے سے۔

(۳۷) زمانہ حال کے پوجاریوں اور ملاؤں کی جگہ نئے تعلیم یافتہ مقرر کرنے سے مذہبی تعلیم دینے سے؟

(۳۸) مذہبی و قومی رواداری کے ساتھ ایک مشترکہ قومی جبریہ ابتدائی تعلیم سے اتفاق و اتحاد پیدا ہو سکیگا۔ درمیان اقوامِ ہند

(۳۹) اپنے اپنے مذہب پر سچائی سے قائم رہنے سے۔

(۴۰) ضد کو دل سے نکال دینے سے۔

(۴۱) مذہبی تعصب چھوڑ دیں کسی کے مذہب کو بُرا نہ کہیں۔ — صغریٰ ہمایوں مرزا

(۴۲) دوسروں کے بزرگوں معبودوں کی عزت کریں۔ اکابر دوسروں کی تقاریب اور جلسوں میں ان کے بزرگوں کی خوبیاں بیان کریں۔

(۴۳) مالک کی مرضی سے۔ محنت سے۔ رواداری سے۔

(۴۴) مذہبی تعصب دور ہونے سے۔

(۴۵) اقوامِ ہند کے رہنماؤں میں سے فرقہ وارانہ خود غرضی کے ازالہ اور ہندوستان کے مجموعی مفاد کا حقیقی جذبہ پیدا ہونے سے۔

(۴۶) اقوامِ ہند ایک دوسرے کے مذہبی احساس کا لحاظ رکھیں تو اتحاد ہو سکتا ہے۔

(۴۷) بذریعہ تعلیم روحانیت (جز ایں نسخہ دیگر پیدا نیست)

(۴۸) مصلح کا شہزادہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کرنے سے۔ — عزیز الدین خاں صاحب احمدی میاں گلیپوری

(۴۹) محبت پیدا کرنے سے۔

(۵۰) بے جا ضد سے اجتناب۔ رواداری اور ایک دوسرے کے مذہبی جذبات کا احترام۔

(۵۱) اپنے لئے زیادہ سے زیادہ حقوق حاصل کرنے کی جد و جہد کو چھوڑنے سے

(۵۲) خود غرضی اور تعصب کو دور کر دیں۔

(۵۳) دوسری قوموں کے مذہبی احترام سے۔

(۵۴) جس وقت تک مختلف قوموں کی ذمہ دار ہستیاں جی چرانی رہیں گی اور وقت وقت پر صحیح طرح کی راہنمائی اس خوف سے نہ کریں گی کہ اپنی قوم میں بدنامی ہوگی اور لیڈری ان لوگوں کے ہاتھ میں چلی جائے گی کہ جن کا منشاء خود غرضی ہے اس وقت تک اتحاد کی صورت نہیں ہو سکتی؟

(۵۵) مذہب کی حقیقت سمجھنے اور اس پر عمل کرنے سے۔

(۵۶) ہر چھوٹا اور بڑا مرد اور عورت غریب اور امیر اُصول "خاکساری" کو قبول کرکے اس پر عامل ہو جائے۔

(۵۷) اتفاق یکجہتی اور آپس کی رواداری سے

(۵۸) خلوص نیت۔

(۵۹) ایک مذہب رائج ہونے سے۔

(۶۰) دوسرے کے جذبات کا احترام کریں۔

(۶۱) صرف خدا کے پجاری بننے سے اور طریقہ عبادت بعد فیصلہ ایک بنانے سے۔

(۶۲) تمام اقوامِ ہند برائے نام ہندو مسلم سکھ وغیرہ کہلانے جانے سے اجتناب کرکے اپنے اپنے مذاہب کے قوانین پر قولاً و عملاً سو فیصدی پابند رہیں۔ (یا یکسر لا مذہبیت کے رنگ میں رنگے جائیں)

(۶۳) تعصب مذہبی کو چھوڑ کر ایک دوسرے پر اعتماد کرنے سے۔

(۶۴) باہمی پاس رواداری سے۔

(۶۵) ایک دوسرے کی ممنوع اشیاء سے پرہیز کرنے اور حصول علم سے۔

(۶۶) ہر قوم اپنے قوانین مذہب پوشیدہ کریں۔

(۶۷) تعصب کی عینک اتار کر اگر ایک دوسرے کے مذہب کا مطالعہ کیا جائے۔

(۶۸) بے تعصبی اور انصاف پسندی جب تک نہ ہوگی۔

(۶۹) تا بقرِ دائے قیامت نہ ہوگا یا مذہب ہم نیز ہو جائے۔

(۷۰) جب سب لیڈر مر جائیں گے تب اتحاد ہوگا۔

(۷۱) تعصب اور فرقہ داری چھوت چھات کی دیوار کے ٹوٹنے سے۔

(۷۲) چھوت چھات کو الگ کیا جائے اور ایک دوسرے کو بھائی بہن سمجھے۔

(۷۳) روپیہ سے یعنی ملازمتوں کا تصفیہ طے ہو جائے۔

(۷۴) لائق ترین ہستی رحضرت محمد صلعم) کے پیرو ہو کر ایک منتخب امیر کے ماتحت ہو جائیں اور جو بات ہر ایک اپنے لئے پسند کرے وہی دوسروں کے لئے بھی پسند کرے۔

(۷۵) خدا کی وحدانیت پر قائم رہنے سے

(۷۶) جب لوگوں کے اندر سے موجودہ ناکارہ مذہبی سربراہوں کی علیحدگی ہو جائے۔

(۷۷) مذہب اور ذات پات کو نظر انداز کردیں
(۷۸) خلوص دل اور پابندی مذاہب سے
(۷۹) آپس میں شادی بیاہ رائج کرنا اور چھوت چھات برخواست
(۸۰) سب موحد مسلمان ہو جائیں یا (معاذ اللہ) مرتد۔
(۸۱) اخلاق حسنہ اختیار کرنا۔
(۸۲) فطرت کے خلاف ہے۔ لہٰذا ناممکن۔ اگر کبھی چند روزہ ہوا بھی تو عارضی اور ظاہری ہوگا۔
(۸۳) ایک دوسرے پر اعتماد کرنے سے۔
(۸۴) نور جہالت کے اُٹھ جانے سے
(۸۵) غیر ملکی حکومت کا خاتمہ اقوام ہند میں اتحاد کا باعث ہوگا۔
(۸۶) تعصب کی آگ کو دل سے نکال دیا جائے
(۸۷) ہر شخص ہر مذہب کا احترام کرے۔
(۸۸) آپس میں شادیاں کرنا ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کرنا۔
(۸۹) ہر ہندوستانی دوسرے ہندوستانی کے مذہبی جذبات کا ایسا ہی احترام کرے جیسا کہ اپنے مذہب کا کرتا ہے۔ اور منافقت چھوڑ دے۔
(۹۰) مذہبی رواداری۔
(۹۱) ایک مذہب کے اختیار کرنے سے۔
(۹۲) جبکہ ہر مذہب والا دوسرے کی اتنی ہی عزت کرے جتنی اپنے مذہب کی کرتا ہے
(۹۳) ہند کی تمام قوم ہند کو اپنا وطن سمجھے ایک دوسرے کو بھائی سمجھے۔
(۹۴) اگر ایک قوم ہند کی ملکے سب قوموں کی بن جائے۔ (رشی رام تنتا دہلی)
(۹۵) ہر چہ بر خود نپسندی بہ دیگران ہم مپسند۔
(۹۶) مذہب کا تعصب دور کرنے اور خلوص دل سے پیش آنے سے۔
(۹۷) خدمت سے
(۹۸) محبت و خدمت کرنے سے
(۹۹) اقوام ہند یہ سمجھ لیں کہ ہم دنیا میں خدائے پاک کی غلامی کے لئے آئے ہیں۔ یہ غلامی وآزادی ملک کے بغیر ممکن نہیں۔
(۱۰۰) رواداری سے۔
(۱۰۱) ایک دوسرے کو بُرا کہنا چھوڑ دیں۔ اور مذہب کی توہین نہ کریں۔
(۱۰۲) اپنے آپ کو چھوٹا سمجھنا
(۱۰۳) اخلاق حسنہ اختیار کرنا۔
(۱۰۴) تعصب جیسی صفت بوخصوصاً ہندوستان کو ہر طرح سے ترقی کے مدارج پر پہنچنے سے روک رہی ہے جڑ سے نکال دینا۔
(۱۰۵) خود غرضی اور تکبر چھوڑ نے سے۔
(۱۰۶) دل کی کدورت دور کرنے اور اقوام سے اتفاق کرنے سے۔
(۱۰۷) اگر تعصبات مذہبی دور کیا جا سکے۔
(۱۰۸) تمام مذاہب کے بانیوں کی عزت کی جائے۔ ڈاکٹر چودہری نذیر احمد خان صاحب احمدی ہندوال
(۱۰۹) مذہب اُڑ جانے سے۔
(۱۱۰) رحمدلی و ہمدردی سے۔
(۱۱۱) باہمی خدمت و محبت سے
(۱۱۲) تمام عالم میں تعلیم۔ رواداری اور انصاف کا جذبہ پیدا ہو جائے۔
(۱۱۳) اتحاد تا حشر ممکن نہیں البتہ مسلمان لفظ مسلمان کا مفہوم سمجھ لے بارے امن ہوگا۔
(۱۱۴) تعصب مذہبی کو دور کردیں۔
(۱۱۵) اخلاص سے۔
(۱۱۶) ایک کے مذہب کو دوسرا مذہب بُرا نہ کہے۔
(۱۱۷) اگر ہندوستانی اقوام معابد کے سامنے باجہ بجنے اور گاؤکشی پر جھگڑنا چھوڑ دیں تو متحد ہو جائیں گے۔
(۱۱۸) بوڑھے لیڈران کو لیڈری سے خارج کر دیا جائے۔ تو ہندوستان آج بھی متحد ہو جائے گا۔
(۱۱۹) ایک دوسرے کے حقوق کا لحاظ کرنے سے۔
(۱۲۰) ہر شخص خلوص کے ساتھ اپنا فرض منصبی ادا کرے۔

اخبار "ریاست" دہلی کا تبصرہ (بقیہ صفحہ ۱)

نہ صرف تاریک بلکہ تباہ کن بھی ہے۔

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا کے کسی "اسلامی ملک" میں بھی کوئی غیر مسلم اطمینان اور عزت کی زندگی بسر کر سکتا ہے۔ اُس کی عقل پر ماتم کرنا چاہیئے کیونکہ تاریخ گواہ ہے کہ دنیا میں کسی "اسلامی مملکت" کے معنی ہی یہ ہیں کہ غیر مسلموں کو ختم کر دیا جائے چنانچہ پاکستان کے احمدیوں اور عیسائیوں کو ہی نہیں بلکہ وہاں کے شیعہ حضرات کو بھی سنجیدگی کے ساتھ سوچنا چاہیئے کہ کیا وہ پاکستان میں عزت اور اطمینان کے ساتھ زندہ رہ سکتے ہیں اور اگر نہیں رہ سکتے تو اُن کے لئے صرف دو راستے ہیں۔ یا تو پاکستان گورنمنٹ کو سیکولر گورنمنٹ (غیر مذہبی حکومت) ہونے کے لئے مجبور کیا جائے۔ اور اس راہ میں قربانیاں کرتے ہوئے ناقابل تسخیر ایجی ٹیشن پیدا ہو اور یا یہ تمام اقوام دوسرے ممالک میں جہاں بھی ان کے

گنجائش ہو چلی جائیں تاکہ یہ مذہب کا تختۂ مشق نہ بنیں اور اپنے ذاتی خیالات کی سزا نہ پائیں۔

احمدیوں کا مسئلہ یو۔این۔او میں جانا چاہیئے

پنجاب (پاکستان) میں مارشل لاء جاری ہے اور فوجی احکام کے باعث کوئی اخبار وہاں کے اصل حالات کو شائع نہیں کر سکتا۔ چنانچہ جو احمدی وہاں اسلام کے نام پر قتل اور زخمی ہوئے اُن کی تعداد ہزارہا تک ہے۔ اور ایک اطلاع کے مطابق گورنمنٹ نے جب پولیس کو احمدیوں کی حفاظت کے لئے کہا تو پولیس نے بھی احمدیوں کو خود ہلاک کیا۔ جس کی وجہ سے مارشل جاری کرنا پڑا۔ چنانچہ پنجاب کے وزیر اعظم مسٹر دولتانہ نے اپنے بیان میں کہا ہے۔ کہ "اگر لاہور میں مارشل لاء قائم نہ کیا جاتا تو چند گھنٹے میں ہی لاہور بالکل تباہ ہو جاتا۔ کیونکہ وہاں احمدیوں کے مکانات جلائے جا رہے تھے اور ان کی جائداد لوٹی جا رہی تھی۔ اور پنجاب کے سابق وزیر سردار شوکت حیات خاں اور میاں افتخار الدین ممبر پاکستان پارلیمنٹ نے تو کہا ہے کہ "پاکستان گورنمنٹ پنجاب (پاکستان) میں پبلک کو گولیوں سے ہلاک کر رہی ہے۔

یہ کیفیت تو لاہور کے متعلق ہے۔ دوسری اطلاعات کے مطابق لائل پور میں بھی احمدیوں کے متعلق وہی کچھ ہوا جو لاہور میں ہوا تھا۔ یعنی اُن کو قتل اور زخمی کیا گیا۔ اُن کی جائیداد جلا دی گئی۔ اُن کی دکانیں اور مکانات لوٹ لئے گئے۔ اور ان کی لڑکیوں کا اغوا کیا گیا۔ سیالکوٹ میں حالات بہت ہی نازک ہیں۔ گوجرانوالہ کے ضلع میں احمدیوں پر چھرے چلائے گئے۔ ایجی ٹیٹروں نے احمدی حضرات کے گھروں پر سفید چاک سے نشان لگا دیئے تاکہ لوٹنے اور قتل کرنے والوں کو مکان تلاش کرنے میں دقت نہ ہو۔ اور آج احمدیوں کے خلاف پنجاب میں بالکل وہی کچھ ہو رہا ہے جو ۱۹۴۷ء میں وہاں سکھوں اور ہندوؤں کے خلاف ہوا تھا۔

یہ لوگ احمدیوں کے مذہبی کیریکٹر اور اُن کے بلند شعائر سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ اگر دنیا کے تمام احمدی ہلاک ہو جائیں۔ اُن کی تمام جائیداد لوٹ لی جائے۔ صرف ایک احمدی زندہ بچ جائے اور اُس احمدی سے یہ کہا جائے کہ اگر تم بھی اپنا مذہبی شعار تبدیل نہ کرو گے تو تمہارا بھی یہی حشر ہوگا تو یقیناً دنیا میں زندہ رہنے والا یہ واحد احمدی بھی اپنے شعار کو نہیں چھوڑ سکتا۔ یہ مرنا اور تباہ ہونا قبول کرے گا۔ احمدیوں کے اس مذہبی شعار اور کیریکٹر کی موجودگی میں سوال یہ ہے

کہ کیا پاکستان کے احمدی بھی وہاں کے ہندوؤں اور سکھوں کی طرح ختم کر دیئے جائیں گے۔ اور وہاں کے احمدیوں کی زندگی فی الحقیقت پاکستانی درندوں کے ہاتھوں محفوظ نہیں۔ تو پھر یو۔این۔او کس مرض کی دوا ہے۔ کیوں نہ پاکستان کے ایک حصہ کو پاکستان سے لے کر احمدیوں کے لئے وقف کیا جائے جہاں کہ یہ اپنی علیحدہ حکومت قائم کر سکیں"۔

~~منسعبلاایڈیٹوریل نوٹس میں جو خوفناک باتیں~~ اسلامی تعلیم اور اسلامی حکومتوں کے متعلق لکھی گئی ہیں۔ وہ یقیناً تکلیف دہ اور ایک سچے اور مخلص مسلمان کو چونکا دینے کے لئے کافی ہیں۔ لیکن یہ باتیں آج ہمیں اس لئے سننی پڑیں کہ اس وقت بعض علماء نے اسلام کی رواداری کی تعلیم کو پس پشت ڈال کر تشدد اور لاقانونی کو اختیار کیا۔ اور نہ صرف موجودہ زمانہ کے مسلمانوں اور حکومتوں کی بدنامی کا باعث بنے بلکہ ان نیک سیرت پاکباز اور روادار و صلح کل مسلمانوں کو بھی بدنام کیا جو اپنی رواداری اور بلند کرداری کے لئے مشہور رہیں۔

افسوس ہے کہ جناب ایڈیٹر صاحب جو اپنی قابلیت اور تبحر کے لئے مشہور ہیں نے سب اسلامی حکومتوں کے متعلق ایک ہی رائے دیدی اور ان پر تشدد اور عدم رواداری کا الزام لگایا۔ بے شک ایسا ہو سکتا ہے کہ بعض مسلمان بادشاہوں نے اسلام کی عمدہ تعلیم کو چھوڑتے ہوئے کوئی تشدد اور ظلم روا رکھا ہو۔ لیکن ایسے بے دین اور ناواقف مسلمان حکمرانوں کی ذمہ داری اسلام پر نہیں آسکتی۔ کیونکہ کالی بھیڑیں ہر جگہ مل سکتی ہیں۔

ورنہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء راشدین نے جو نمونہ رواداری اور غیر مسلموں کے ساتھ ہمدردی اور احسان کا دکھایا ہے اس کی مثال شاید ہی تاریخ کے اوراق میں ملے

اسلام کے ابتدائی زمانہ کے بعد بھی مشہور اسلامی حکومتوں مثلاً خلافت بنی امیہ، خلافت بنی عباسیہ خلافت اندلس۔ خلافت مصر۔ خلافت ٹرکی کے زیر نگیں ہمیشہ غیر مسلم امن و امان اور سہولت سے رہتے رہے بلکہ غیر مسلموں کو بڑے بڑے عہدوں پر بھی مقرر کیا جاتا رہا۔

بیرونی دنیا میں اسلامی حکومتوں کی رواداری سے قطع نظر خود ہندوستان میں شہنشاہ اورنگزیب کی حکومت میں جس کو سب سے زیادہ متعصب بادشاہ کہا جاتا ہے غیر مسلم کروڑوں کی تعداد میں رہتے رہے اور اپنے مذاہب کی تعلیم پر بلا خوف و خطر عمل پیرا رہے۔ اور ان کو بڑے بڑے عہدوں پر بھی اسلامی حکومت کی طرف سے فائز کیا گیا۔

احراری فتنہ کے متعلق اخبار ریاست دہلی کا تبصرہ

مغربی پاکستان میں احراریوں اور ان کے ہم نوا بعض نام نہاد علماء نے جو شورش اور فتنہ جماعت احمدیہ کے خلاف برپا کیا ہوا ہے۔ اور اس کی وجہ سے اسلام اور پاکستان مسلمانوں کی جس قدر بدنامی غیر ممالک میں ہو رہی ہے اس کا اندازہ شائد پاکستان میں بیٹھے ہوئے مسلمان نہ لگا سکیں اسلام کے روشن اور منور چہرہ پر جو داغ اور بدنما دھبے ان علماء سوء نے لگائے ہیں۔ اور اسلام کی پُرامن اور صلح کل تعلیم کے منافی جو حرکات اس شر پسند طبقہ نے کی ہیں شاید ہی کبھی اور سے سرزد ہوئی ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر مسلمانوں کا ایک طبقہ اسلام کی تعلیم کو چھوڑ کر کوئی امن شکن یا حیا سوز حرکت کرتا ہے تو اس کی ذمہ داری مذہب اسلام پر نہیں بلکہ اس برگشتہ اسلام شخص پر ہے۔ جو ایسی حرکت کا مرتکب ہوا۔ ۱۹۴۷ء میں مذہب کے نام پر قتل و خونریزی اور لوٹ کھسوٹ کے جو واقعات مختلف مذاہب کے پیرووں سے سرزد ہوئے ان کی وجہ سے کسی مذہب کو بُرا نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ یہ سب کچھ اگرچہ مذہب کے نام پر ہوا لیکن مذہب کی تعلیم کو چھوڑ کر کیا گیا۔

یہی حال احراریوں اور دوسرے ملانوں کا ہے۔ جو مذہب کا ڈھونگ رچا کر جگہ جگہ خون کی ہولی کھیل رہے ہیں۔ اور فتنہ و فساد کی آگ مشتعل کر رہے ہیں۔ اہل اسلام کے لئے یہ امر باعثِ اطمینان ہے کہ اس وقت علماء سوء اور نام نہاد فدایان اسلام جو کچھ پاکستان میں کر رہے ہیں یہ بھی اسلام اور حضرت بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور برتری کی واضح دلیل ہے۔ کیونکہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے واضح الفاظ میں یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ یاتی علی الناس زمانٌ لا یبقیٰ من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من القرآن الا رسمہ مساجدھم عامرۃٌ وھی خرابٌ من الھدیٰ علماءھم شرٌ من تحت ادیم السماء (مشکوٰۃ)

یعنی ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جب مسلمانوں میں حقیقت اسلام باقی نہ رہے گی اور اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا۔ قرآن کریم کے صرف ظاہری الفاظ باقی رہ جائیں گے۔ اور مسلمان اس کی تعلیم پر عمل کرنا چھوڑ دیں گے۔ اُس وقت بیشک مساجد آباد ہوں گی لیکن ان میں ہدایت و رشد کی باتیں نہ ہوں گی۔ بلکہ وہ فتنہ و فساد اور ایجی ٹیشن کے مراکز کے طور پر استعمال ہوں گی۔ اور ان میں لوگ اس لئے جمع نہ ہوں گے کہ خدا اور اس کے رسول کی باتیں یا عبادت کریں بلکہ ان کا اجتماع قرآنی احکام کی خلاف ورزی کرنے اور اسلام کی امن و سلامتی کی روح کو کچلنے کے لئے ہوگا۔ ہاں یہ وہ وقت ہوگا جبکہ علماء جو انبیاء کے وارث کہلاتے ہیں۔ اور خدا اور اس کے رسول کے احکام کی تعلیم دینا اور اس پر عمل کرانا ان کے فرائض میں سے ہے وہ ان سب فرائض اور اخلاق حسنہ کو چھوڑ دیں گے۔ اور سطح زمین پر اگر کوئی گروہ بدترین شر پسند مخلوق کہلانے کا مستحق ہوگا۔ تو وہ یہی نام نہاد علماء ہوں گے۔

قارئین کرام! خدا تعالےٰ کے برحق رسول رخدا تعالےٰ کی بے شمار رحمتیں اور درود آپ پر ہوں) کی بتائی ہوئی پیشگوئی آج کس طرح لفظ بلفظ پوری ہوتی ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ کیا یہ عظیم الشان پیش خبری اسلام کی حقانیت اور سچائی کی نمایاں دلیل نہیں شائد برادران اسلام پیشگوئی کے ان الفاظ سے مایوس ہوں۔ اور ان کو اپنے گرد و پیش تاریکی ہی تاریکی نظر آئے۔ لیکن نہیں ایسا نہیں۔ دوسرے مذاہب کے لئے جہاں گرکر تغیر نے کے آسمانی سامان مفقود ہیں۔ اور ان کی روحانیت اور اخلاق کو درست کرنے کے لئے کوئی آسمانی سہارا نظر نہیں آتا۔ وہاں مسلمانوں کی اخلاقی اور روحانی اصلاح کے لئے خدا نے خاص انتظام فرمایا ہے۔ اور علاوہ ہر صدی کے سر پر مجددین اور مصلحین کا سلسلہ قائم کرنے کی اس موجودہ آخری زمانہ کی حد درجہ خراب حالت کی اصلاح کے لئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو امام مہدی بنا کر بھیجا ہے۔ یہ مخالف اور معاند علماء جس قدر زیادہ وحشت اور بد اخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اسی قدر زیادہ حضرت بانیٔ سلسلہ کی صداقت اور ضرورت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ بے دینی اور بد اخلاقی کا انتہا کو پہنچنا ہی مجدد و مصلح کے برپا ہونے کا تقاضا کرتا ہے۔

یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے کہ احمدیہ جماعت ہے جس کو خدا تعالےٰ نے موجودہ زمانہ میں صحیح اسلامی تعلیم کو پھیلانے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دی ہے۔ ۱۹۴۷ء کے فسادات میں بھی رواداری اور بلند کرداری کا نمونہ دکھایا۔ احمدیوں کے اخلاق کے متعلق تازہ شہادت صـ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

اخبار ریاست دہلی نے اپنی ۱۶ مارچ کی اشاعت میں جو ایڈیٹوریل لکھے ہیں ذیل میں ان کے اقتباسات درج کئے جاتے ہیں۔ ان میں بہت سی باتیں ان خبروں کی بنا پر لکھی گئی ہیں۔ جو احراریوں کے موجودہ فتنہ و شرارت کے متعلق ہندوستان میں شائع ہو رہی ہیں۔ اور جن میں ہوسکتا ہے کہ مبالغہ کی کسی حد تک آمیزش ہو۔ بلکہ بعض خبریں غلط بھی ہوں (ایڈیٹر)

پاکستان کے احمدی کہاں جائیں

پچھلے دو ہفتہ میں پاکستان کے اندر احمدی جماعت کے ممبروں کے ساتھ بالکل وہ کچھ ہوا جو ۱۹۴۷ء میں پاکستان کے مسلمانوں کے ہاتھوں ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھ ہوا تھا۔ یعنی اُن کو قتل کیا گیا۔ اُن کے مکانات جلائے گئے۔ اُن کی دکانیں لوٹ لی گئیں۔ مذہب کے نام لیوان کا پاکستان سے نام و نشان مٹانے کی کوشش کرتے ہوئے اسلام کو رسوا کیا گیا۔ اور مختلف اطلاعات کے مطابق اب تک ہزارہا احمدی قتل اور زخمی قتل ہو چکے ہیں۔ اور ان کی لاکھوں روپیہ کی جائیداد تباہ کر دی گئی۔ . . . .

. . . .

انسانیت کے حق میں آواز پیدا کرنے والے لوگوں کے لئے یہ مسئلہ تشویشناک ہے۔ کہ پاکستان کے پندرہ یا بیس لاکھ احمدی جائیں تو کہاں۔ کیونکہ کوئی اسلامی ملک ایسا نہیں جہاں کہ اُن کا خیر مقدم کیا جائے۔ اور خیر مقدم کرنے کا کیا سوال ہے؟ یہ لوگ جس اسلامی ملک میں جائیں گے۔ اپنے مذہبی خیالات کے باعث یہ وہاں قابل دار قرار دیئے جاسکتے ہیں۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ ۱۹۲۴ء میں فدایانِ احمدیت افغانستان میں سنگسار کئے گئے۔ یعنی مُلّاازم نے ان کو شرع کے نام پر پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا۔ ادھر ہندوستان کی حالت یہ ہے کہ جس صورت میں کہ ہندوستان کو اپنا وطن قرار دے چکے احمدیوں کو اپنے بال بچوں کو بھی پاکستان سے بلانے کی اجازت نہیں کئی لاکھ احمدیوں کا ہندوستان میں داخل ہونا موجودہ حالات میں ممکن نظر نہیں آتا۔ کیونکہ جو مسلمان ہندوستان سے پاکستان چلے گئے۔ وہ زندگی بھر ہندوستانی نہیں ہو سکتے۔ اور جو مسلمان ہندوستان میں رہ گئے اُن کے لئے پاکستان کے دروازے بند ہیں۔

پاکستان میں احمدیوں کے بعد عیسائی

تازہ اطلاع کے مطابق گوجرانوالہ میں جب احمدیوں کا قتل عام شروع ہوا تو نہ صرف ان کی عورتوں کا ننگا جلوس نکالا گیا بلکہ وہاں کے عیسائیوں کو بھی دھمکی دی گئی کہ اب احمدیوں کے بعد ان کی باری ہے ورنہ یہ اسلام قبول کر لیں۔ چنانچہ پاکستان کے عیسائیوں میں کافی خوف پیدا ہو چکا ہے اور یہ ہندوستان کو ہجرت کرنے کے لئے سنجیدگی کے ساتھ غور کر رہے ہیں۔

۱۹۴۷ء میں جب پاکستان نے اپنے اسلامی ملک ہونے کا اعلان کیا تو ہم نے لکھا تھا کہ اس اسلامی ملک میں اب کسی غیر مسلم کا آرام و اطمینان سے زندہ رہنا ممکن نہ ہوگا۔ کیونکہ پچھلی تاریخ سے یہ صاف ثابت ہے کہ جہاں بھی اسلامی حکومت قائم ہوئی وہاں غیر مسلموں کو یا تو ختم کیا گیا اور یا ان کو اسلام قبول کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا کے تمام اسلامی ممالک غیر مسلموں سے خالی ہو گئے۔ ہمارے اس لکھنے پر مسلم اخبارات نے بہت بُرا محسوس کیا اور کلکتہ کے ایک وطن پرست مسلم لیڈر رخان بہادر محمد جان نے تو اپنے خط میں اس لکھنے کو اسلام پر ایک حملہ بھی قرار دیا اور آپ نے فرمایا کہ اسلام کی تعلیم کے مطابق مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ غیر مسلموں کے ساتھ محبت اور رواداری کا سلوک کریں۔ مگر جہاں تک پاکستان کے اسلامی ملک ہونے کے نتائج کا سوال ہے پچھلے پانچ برس کے واقعات گواہ ہیں کہ وہاں سکھ قطعی ختم کر دیئے گئے۔ ہندو آٹے میں نمک کے برابر تعداد میں غیر اسلامی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔ یہ اپنے ہندو شعار سے روز بروز بے نیاز ہو کر اسلامی رسم و رواج اختیار کرتے چلے جا رہے ہیں۔ مثلاً جب ملتے ہیں تو السلام علیکم اور بات بات میں انشاء اللہ اور ماشاء اللہ کہتے ہیں۔ لاہور کے دو اڑھائی سو ہندوؤں نے جو وہاں موجود ہیں اسلامی لباس اور اسلامی معاشرت اختیار کر لی ہے۔ اور مشرقی پاکستان میں بنگالی ہندو خوفزدہ ہو کر بہت بڑی تعداد میں اسلام قبول کر رہے ہیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اس اسلامی حکومت میں سوائے مسلمانوں کے دوسرے لوگوں کا مستقبل (باقی صـ۱۱ کالم ۲ پر)

سچے خیر خواہوں کے ساتھ ہمیشہ کیسا سلوک ہوا؟

ٹریکٹ شائع کردہ جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن

اللہ جل شانہٗ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے
یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ
یعنی بندوں پر کیا ہی افسوس ہے کہ ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا جس سے انہوں نے ٹھٹھا نہیں کیا۔

ناشکرے دنیا داروں کا یہ ایک بندھا ہوا قانون ہے کہ وہ اپنے سچے محسن اور اپنے مخلص بہی خواہ کے ساتھ ضرور بدسلوکی کیا کرتے ہیں انبیاء اور رسولوں سے بڑھ کر انسان کا خیر خواہ اور کون ہو سکتا ہے۔ کوئی تو آرے سے چیرا گیا کسی کو ڈھیلوں سے مار کر حیران اور زخمی کیا گیا۔ کسی کو جلاوطن کیا گیا۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ دنیا میں جتنے نبی آئے سب ستائے گئے۔ لیکن میں سب سے بڑھ کر ستایا گیا۔ اور ہونا بھی یوں ہی چاہیئے۔ کیونکہ سب سے بڑھ کر بنی نوع انسان کے خیر خواہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں پیغمبروں کے سچے نائب و جانشین اولیائے کرام بھی خدا کے ناشکرے بندوں کے ہاتھوں سے بہت کچھ ستائے گئے ہیں۔ اہل اسلام میں شاید ہی ایسا کوئی ولی اللہ گذرا ہو گا۔ جس کو غیر تو جانے دو خود اہل اسلام ہی نے نہ ستایا ہو۔ خلفائے راشدین جن سے بڑھ کر خیر خواہ اسلام اب تک کوئی نہیں ہوا۔ ان کو اسلام سے خارج کرنے والے ان کو گالیاں دینے کو ثواب سمجھنے والے ہنوز لاکھوں موجود ہیں۔ آئمہ اربعہ میں سے بھی کوئی ظلم و تعدی سے نہ بچا۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کو کمبختوں نے جاہل۔ بدعتی۔ زندیق۔ کافر تک کا لقب دیا۔ قید خانے میں قید کر دیا گیا۔ اینٹ گنے کا کام لیا۔ آخر کو وہ قید خانہ ہی میں زہر دیئے گئے ابو عبد اللہ امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو موذیوں نے اضل من ابلیس کہا۔ رافضی نام رکھا۔ یمن سے بغداد تک بے عزتی کے ساتھ قید کر کے بھیجے گئے۔ راہ میں لوگ انہیں گالیاں دیتے جاتے تھے۔

ابو عبد اللہ امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ پر اس قدر ظلم کیا گیا کہ پچیس ۲۵ برس تک جمعہ و جماعت کے لئے باہر نکل سکے۔ ذلت کے ساتھ قید کئے گئے۔ ایسی بے رحمی کے ساتھ لوگوں نے ان کی مشکیں باندھیں کہ ہاتھ بازو سے اکھڑ گیا۔ اونٹ کھڑا کر کے پھرایا گیا۔ اور ایک مسئلے سے انکار کرنے کی وجہ سے ستر کوڑوں سے مارے گئے۔ اور قید رکھے گئے حضرت امام حنبلؒ ۲۸ ماہ قید رہے۔ بھاری بھاری زنجیریں اُن کے پاؤں میں ڈالی گئیں ذلیل کرنے کے لئے مجلسوں میں بلائے جاتے اور لوگ ان کو طمانچے مارتے اور منہ پر تھوکتے ہر شام کو جیلخانہ سے نکال کر کوڑے مارے جاتے۔ حضرت امام محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے وطن سے نکالے گئے۔ جب سمرقند پہنچے تو سمرقند والے بھی اس بات پر راضی نہ ہوئے کہ وہ سمرقند میں رہیں۔ تو آپ نے تہجد کی نماز میں دعا کی کہ خداوندا دنیا مجھ پر تنگ ہو گئی ہے۔ تو اب مجھ کو اپنی طرف بلالے پس اُنہوں نے اسی ماہ میں انتقال فرمایا۔

قطب الاقطاب بایزید بسطامی قدس اللہ سرہٗ شہر بسطام سے سات مرتبہ نکالے گئے۔ حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان کو قوم نے سلطان العارفین کا لقب دیا تھا تکفیر کی گئی۔ شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ الحسنی والحسینی الجیلانی کو فقہاء نے کافر کہا۔ ابن جوزی نے ان کے خلاف میں ایک کتاب تصنیف کی۔ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ جو شیخ اکبر کہلاتے ہیں ان کو نہ صرف کافر بلکہ اکفر کہا گیا۔ بلکہ علماء زمانہ نے یہ فتویٰ دیا کہ اُن کا کفر یہود و نصاریٰ کے کفر سے بڑھ کر ہے۔ اس پر بھی صبر نہ کیا بلکہ ان کے کل ماننے والوں کو کافر قرار دیا۔ پھر بھی دل کو ٹھنڈک نہ ہوئی تب یہ لکھا کہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ کافر اور پھر جو کفر میں شک کرنے والے کے کفر میں شک کرے وہ کافر۔ حضرت مولانا مولوی جلال الدین رومی صاحب مصنف مثنوی شریف مولانا جامی علیہ الرحمۃ شیخ فرید الدین عطار کے کافر کہنے والے مسلمان سومرہ میں ابھی تک موجود ہیں۔ حجۃ الاسلام مولانا ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ علیہ مصنف احیاء علوم الدین و کیمیائے سعادت کافر ٹھہرائے گئے۔ اور ان کی کتابوں کو جلا دینا اور ان پر لعنت کرنا ثواب سمجھا گیا۔ ایک شخص نے امام غزالی علیہ الرحمۃ کو لکھا کہ آپ کے بارے میں یوں کہا جاتا ہے۔ تو اس کے جواب میں حضرت نے لکھا کہ "حاسدوں کی باتوں پر خیال نہ کر اور جاہلوں کے لعن طعن سے رنجیدہ مت ہو۔ سا سے برادر! ذلیل جان اس آدمی کو جس کا لوگ حسد نہ کریں اور حقیر سمجھ اس شخص کو جس کو لوگ کافر اور گمراہ نہ سمجھیں"۔

غرض اس قصہ کو کہاں تک طول دیں مختصر یہ ہے کہ کوئی سچا خیر خواہ ہو ہی نہیں سکتا جو ستایا نہ جائے۔ اہل اسلام کے اولیائے کرام کے ساتھ خود مسلمانوں نے جو سلوک کیا ہے اس کو اگر لکھا جائے تو ایک بہت ہی بڑی کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ اسی طرح اس زمانہ کے امام، مسیح موعود و مہدی مسعود حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ساتھ اور آپ کی جماعت کے ساتھ لوگوں نے بُرا سلوک کیا۔ کفر کے فتوے لگائے۔ اور ہر قسم کی تکلیف اور دکھ پہنچانے کی مولویوں۔ علماؤں اور دیگر اقوام نے مل کر اور علیحدہ علیحدہ بھی کوششیں کیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کی ہر رنگ میں مدد فرمائی۔ اور ہر میدان میں اُن کو فتح عطا فرمائی۔ اس طرح بنی نوع انسان کے سچے خیر خواہ اور اسلام کی اشاعت کرنے والے امام وقت مسیح موعود و مہدی علیہ السلام کی صداقت دنیا پر ظاہر ہوئی اور ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو امور بالا پر غور کرنے اور صحیح نتیجہ پر پہنچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تا اس طرح آپ امام وقت مسیح موعود کو شناخت کر کے صحیح معنوں میں خدمت اسلام کر سکیں۔ آمین

نظام نو کی تعمیر اور وصیت

"تم جلد سے جلد وصیتیں کرو تا کہ جلد سے جلد نظام نو کی تعمیر ہو"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اعلان فرمایا کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے جو حقیقی جنت حاصل کرنا چاہتے ہیں یہ انتظام فرمایا ہے کہ وہ اپنی خوشی سے اپنے مال کے کم سے کم دسویں حصہ اور زیادہ سے زیادہ ⅓ حصہ کی وصیت کر دیں۔

اور آپ فرماتے ہیں کہ ان وصایا سے جو آمد ہو گی وہ ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کے لئے خرچ ہو گی۔

اس طرح اسلام کی تعلیم کو دنیا میں قائم اور راسخ کرنے کے لئے جس قدر امور ضروری ہیں ان تمام کی سرانجام دہی کے لئے یہ روپیہ خرچ کیا جائے گا۔

گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں ۱۹۰۵ء میں دنیا کو آرام دینے والے ہر فرد بشر کی زندگی کو آسودہ بنانے والے اور ساتھ ہی دین کی حفاظت کرنے والے نظام کی بنیاد رکھی جا چکی ہے۔ اب دنیا کو کسی نظام نو کی ضرورت نہیں۔ اسلئے کہ

وصیت حاوی ہے اس تمام نظام پر جو اسلام نے قائم کیا۔ اور جب وصیت کا نظام مکمل ہو گا تو صرف تبلیغ ہی اس سے نہ ہو گی بلکہ اسلام کے منشاء کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا۔ اور دکھ اور تنگی کو دنیا سے مٹا دیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

دوستو! دنیا کا نیا نظام دین کو مٹا کر بنایا جا رہا ہے۔ تم تحریک جدید اور وصیت کے ذریعہ اس سے بہتر نظام دین کو قائم رکھتے ہوئے تیار کرو۔ مگر جلدی کرو۔ کہ دوڑ میں جو آگے نکل جائے وہی جیتتا ہے

پس اے دوستو! آپ لوگوں میں سے جس جس نے اپنی اپنی جگہ وصیت کی ہے اس نے نظام نو کی بنیاد رکھ دی ہے۔ (اور جس نے ابھی تک وصیت نہیں کی اسے میں کہتا ہوں کہ) تم جلد سے جلد وصیتیں کرو تا کہ جلد سے جلد نظام نو کی تعمیر ہو اور وہ مبارک دن آ جائے جبکہ چاروں طرف اسلام اور احمدیت کا جھنڈا لہراتے لگے (ملخص از نظام نو)

(سکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

موجودہ مخالفت کا طوفان بقیہ ۔۔۔

ان مومنوں کو اپنے اوپر چڑھائی کرتے دیکھا۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ یہ وہی ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے پہلے سے وعدہ کیا ہوا تھا۔ اللہ سچا ہے اور اس کا رسول سچے ہیں۔ اور اس خوفناک منظر نے ان کو ایمان اور فرمانبرداری میں اور بڑھا دیا۔

وہ وقت احزاب یعنی جتھوں کا سارا زور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تھا۔ آج پیغمبر خدا کے غلام اور اس کے تبع بے بس و مظلوم بیروکار ون پر ہے۔

لیکن آخر فتح خدا تعالیٰ کے نام لیواؤں اور اس راہ میں قربان ہونے والوں کی ہی ہوتی ہے۔ انشاء اللہ فتح احمدیت کی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ احباب جماعت اپنی زندگیوں میں ایک نیک اور پاک انقلاب پیدا کریں اور تقویٰ کی راہوں کو اختیار کریں۔

منتخب خبریں

پیرس - ۲۲ر مارچ - یروشلم ریڈیو کے ڈپلومیٹک مبصر نے بیان کیا کہ حکومت امریکہ نے عرب ممالک کو اسرائیل کے ساتھ امن و آشتی سے رہنے کے لئے ایک نیا پلان پیش کر دیا ہے جو ۲۸ر مارچ کو ہونے والے عرب لیگ کے اجلاس میں زیر بحث آئے گا۔

اسرائیل نے اس پلان کی تفصیلات طلب کی ہیں۔ مبصر مذکور نے کہا کہ مشرق وسطیٰ میں قیام امن کی ایسی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی جو اسرائیل کے مفاد کے خلاف ہو۔ جس قدر مراعات طلب کی جاتی ہیں اتنی ہی مراعات کے لئے عرب ریاستوں سے بھی کہا جائے۔ ایسی صورت میں قیام امن کی تجاویز کامیاب ہو سکتی ہیں۔

طہران - ۲۳ر مارچ - شاہ ایران مع ملکہ یہاں سے روانہ ہو گئے ہیں۔ بحیرہ کاسپین کے ساحل پر کسی مقام میں بحالی صحت کے لئے چند روز گزارنے کے بعد واپس آ جائیں گے۔

نئی دہلی - نئی دہلی ۲۲ر مارچ ملکہ الزبتھ کی تاج پوشی کی تقریب میں انڈیا کے ۳۶ کروڑ ۵۰ لاکھ عوام کی طرف سے ہندوستان کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو اور ان کی دختر مسز اندرا گاندھی شریک ہوں گے۔ معلوم ہوا ہے کہ مسٹر نہرو ۲۹ رمئی کو لندن روانہ ہوں گے۔ اور دو ہفتہ تک ملک سے باہر رہیں گے۔ اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے مسٹر نہرو دول مشترکہ کے وزرائے اعظم کی کانفرنس میں شرکت کریں گے۔ جو تاجپوشی کے بعد ہونے والی ہے۔

میرٹھ - ۲۲ر مارچ - یو۔پی کانگریس کے کارکنوں کا تین روزہ اجلاس کل یہاں ختم ہو گیا۔ کنونشن میں ایک قرارداد منظور کر کے مطالبہ کیا گیا کہ کانگریس کے دستور میں تبدیلی کر کے کانگریس کا مقصد غیر طبقاتی جمہوری سماج کا قیام قرار دیا جائے۔ اس خیال کا بھی اظہار کیا گیا کہ کانگریس کے دستور میں اس بنیادی تبدیلی کے باعث کانگریس میں نئی جان پیدا ہو جائے گی۔

اس کنونشن کی تجاویز یو۔پی کی ریاستی کانگریس کمیٹی اپریل میں منظور کرے گی۔ کنونشن میں تقریر کرتے ہوئے پنڈت پنت نے کہا کہ لوگوں کو کانگریس سے بڑی امیدیں ہیں۔ کانگریسیوں کو نئے جوش سے کام کرنا چاہیئے۔ تاکہ وہ ان تمام توقعات کو پورا کر سکیں۔ جو عوام نے ان سے وابستہ کر رکھی ہیں۔ پنڈت پنت نے کانگریسیوں سے اپیل کی

وہ کانگریس کے نظریہ کی ہر وقت تبلیغ کریں اور فرقہ پرستوں و رجعت پسندوں کو ہندوستان کی غیر فرقہ وارانہ فضا کو ناپاک نہ کرنے دیں۔

برداشت اور رواداری کی ضرورت

انہوں نے کہا برداشت اور رواداری کی قدیم ہندوستانی روایات کو پامال نہ ہونے دیا جائے۔ انہوں نے فرقہ پرستوں پر الزام لگایا کہ ان کے طرز عمل سے ہند اور کشمیر کا رابطہ کمزور ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کانگریسیوں کا فرض ہے کہ ہندوستان کے دستور کی روح کو

برطانیہ نے جھگڑا طے ہونے کی امید ظاہر کی۔ کاانہوں نے کہا کہ ایرانیوں نے برطانیہ کو ہمیشہ عزت کی نظروں سے دیکھا ہے۔ برطانیہ کے حکمرانوں کو بھی چاہیئے کہ موجودہ واقعات کو سمجھیں حالات کی نزاکت کو محسوس کریں۔ اور اپنی پالیسی میں ایسی تبدیلی کریں کہ وہ موجودہ حالات کے مطابق ہو جائے۔ اور ایران و برطانیہ دو دوست اقوام کی طرح رہ سکیں۔ اور ان کے درمیان سفارتی تعلقات دوبارہ قائم ہو جائیں

سکندر آباد - ۲۴ر مارچ میونسپل کارپوریشن سکندر آباد و حیدر آباد کی طرف سے آج ترکی کے پارلیمنٹری وفد کی نذر دکن میں ایڈریس پیش کیا گیا۔ سکندر آباد کے میئر نے ہندی میں اور حیدر آباد کے میئر نے تیلگو میں ایڈریس پڑھا۔ ترکی وفد کے لیڈر نے ترکی زبان میں تقریر کرتے ہوئے ایڈریس

پر ہر میدان میں ترقی کے لئے کوششیں کی جا رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ تمام کوششیں قومی اتحاد کا نتیجہ و عوام کے تعاون کا مظہر ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ ترکوں کو بھی ہندوستان کی طرح اقتصادی، مالیاتی اور تعلیمی مسائل کا سامنا ہے مجھے امید ہے کہ ہندوستان کے تجربات سے وفد کے ممبران کو فائدہ پہنچے گا۔

انہوں نے دعویٰ کیا کہ ترکی کے اخبارات ہند کی خبروں کو اپنے کالموں میں زیادہ جگہ دیتے ہیں۔ لیکن ہندوستانی اخبارات میں ترکی کی خبروں کو بہت کم جگہ دی جاتی ہے۔

ترکی کے عوام ہندوستان کی تبدیلیوں کا نہایت دلچسپی سے جائزہ لے رہے ہیں۔ ان کی حکومت بھی سیکولر حکومت ہے۔ جہاں مذہب کو ملکی امور سے علیحدہ رکھا گیا تقریباً سوا دو کروڑ کی آبادی میں کل اسی لاکھ اقلیتی فرقوں کی تعداد ہے۔ ترکی میں ہمارا مفاد امن اور جمہوریت سے وابستہ ہے۔

کراچی - ۲۳ر مارچ - آج پاکستان پارلیمنٹ میں سوالات کے وقفہ کے دوران میں چودھری محمد ظفر اللہ خاں نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ جب تک ٹیونس و مراکش کے مطالبات کا فیصلہ نہیں ہو جاتا پاکستان ٹیونس و مراکش کے مطالبہ آزادی کی برابر حمایت کرتا رہے گا۔

ایک سوال کے جواب میں وزیر خارجہ پاکستان نے بتایا کہ ہندوستان میں پاکستانی سفارتی دفتروں کو ہدایات دی گئی ہیں۔ کہ وہ ان لوگوں کو پاسپورٹ دیں جو پاکستانی باشندے ثابت ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ابھی کوئی اطلاع نہیں ملی کہ ہندوستان میں ان ملازمین پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ جن کے عزیز پاکستان میں ہیں کہ وہ اپنے عزیزوں کو واپس بلا لیں۔

انہوں نے کہا کہ جہاں تک حکومت پاکستان کا تعلق ہے وہ ملازمین کے درمیان اس قسم کا امتیاز نہیں رکھتی۔ وزیر مواصلات نے ایک سوال کے جواب میں ایوان کو بتایا کہ دریا کے بہاؤ کے ساتھ ساتھ بندر گاہ۔ چالنا کو آگے بڑھا دیا جائے گا حکومت نے اس سلسلے میں فیصلہ کر لیا ہے۔

مغربی پنجاب میں وزارت کی تبدیلی

لاہور - گذشتہ دنوں احمدیوں کے خلاف شورش کے سلسلے میں جو بدامنی اور فساد مغربی پنجاب میں رونما ہؤا اس کے نتیجہ کے طور پر خواجہ ناظم الدین وزیر اعظم پاکستان و صدر مسلم لیگ کی ہدایت کے ماتحت میاں ممتاز دولتانہ نے پنجاب کی پارٹی سے استعفیٰ پیش کر دیا۔ اور وزارت سے بھی مستعفی ہو گئے۔ آپ کی جگہ متفقہ طور پر ملک فیروز خاں نون مسلم لیگ پارٹی کے لیڈر منتخب ہوئے۔

ملک صاحب کے چارج لینے تک موجودہ وزارت بطور نگران کار کام کرے گی۔ ملک فیروز خاں صاحب نون ان دنوں مشرقی بنگال کے گورنر ہیں۔

محفوظ رکھا جائے۔ ذات پات کا خیال نہ کیا جائے اور ہندوستان کے تمام شہریوں کو یکساں مواقع دیئے جائیں۔

پاکستان کے حالیہ واقعات کا ذکر

پاکستان کے حالیہ واقعات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پنڈت پنت نے کہا کہ وہاں "مجنونانہ تنگ نظری" کے باعث بے گناہ مردوں اور عورتوں کا قتل عام کیا جا رہا ہے۔ ان واقعات سے ہم لوگوں کو سبق لینا چاہیئے۔ کانگریسیوں کو اپنے اندر جوش اور حرکت پیدا کر کے عوام کو بتانا چاہیئے کہ فرقہ پرستوں کے برسر اقتدار آنے کے کیسے بھیانک نتائج نکلیں گے۔ بعد میں ۵ سالہ پلان کا تذکرہ کرتے ہوئے انہوں نے کانگریس سے اپیل کی ہے کہ وہ اسے کامیاب بنائیں۔

لندن - ۲۳ر مارچ - نوروز کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے وزیر اعظم ڈاکٹر مصدق نے اپنے ملک کے تمام موجودہ مسائل پر تبصرہ کیا اور

کا جواب دیا۔ جوابی تقریر میں انہوں نے مہمان نوازی کے لئے ہندوستانیوں کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے کہا ترکی اور ہند میں فاصلہ بہت ہے۔ لیکن یہ فاصلہ ہماری دوستی میں رکاوٹ نہیں بن سکتا انہوں نے امید ظاہر کی کہ اس قسم کے وفد کے دورہ سے دونوں ملکوں کے تعلقات زیادہ گہرے ہو جائیں گے۔

انہوں نے اس امداد کا بھی ذکر کیا جو ہندوستانیوں کی طرف سے جنگِ عظیم کے بعد ترکی کو دی گئی۔ انہوں نے کہا ترکی اور ہندوستان کے مقاصد مشترک ہیں انہوں نے امید ظاہر کی کہ ہندوستان اپنی ترقی کے لئے جو کوششیں کر رہا ہے۔ وہ سب کامیاب ہوں گی۔

سکندر آباد - ۲۴ر مارچ - حیدر آباد پہنچنے پر ترکی پارلیمنٹری وفد کے لیڈر نے اخباری نمائندوں کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ ہندوستان میں آنے کے بعد انہیں یہ دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی کہ یہاں